www.kitabmart.in
سیرت حضرت امام مہدی عجل اللہ فرجہ الشریف
تالیف علامہ محمد علی فاضل دامت برکاتہ
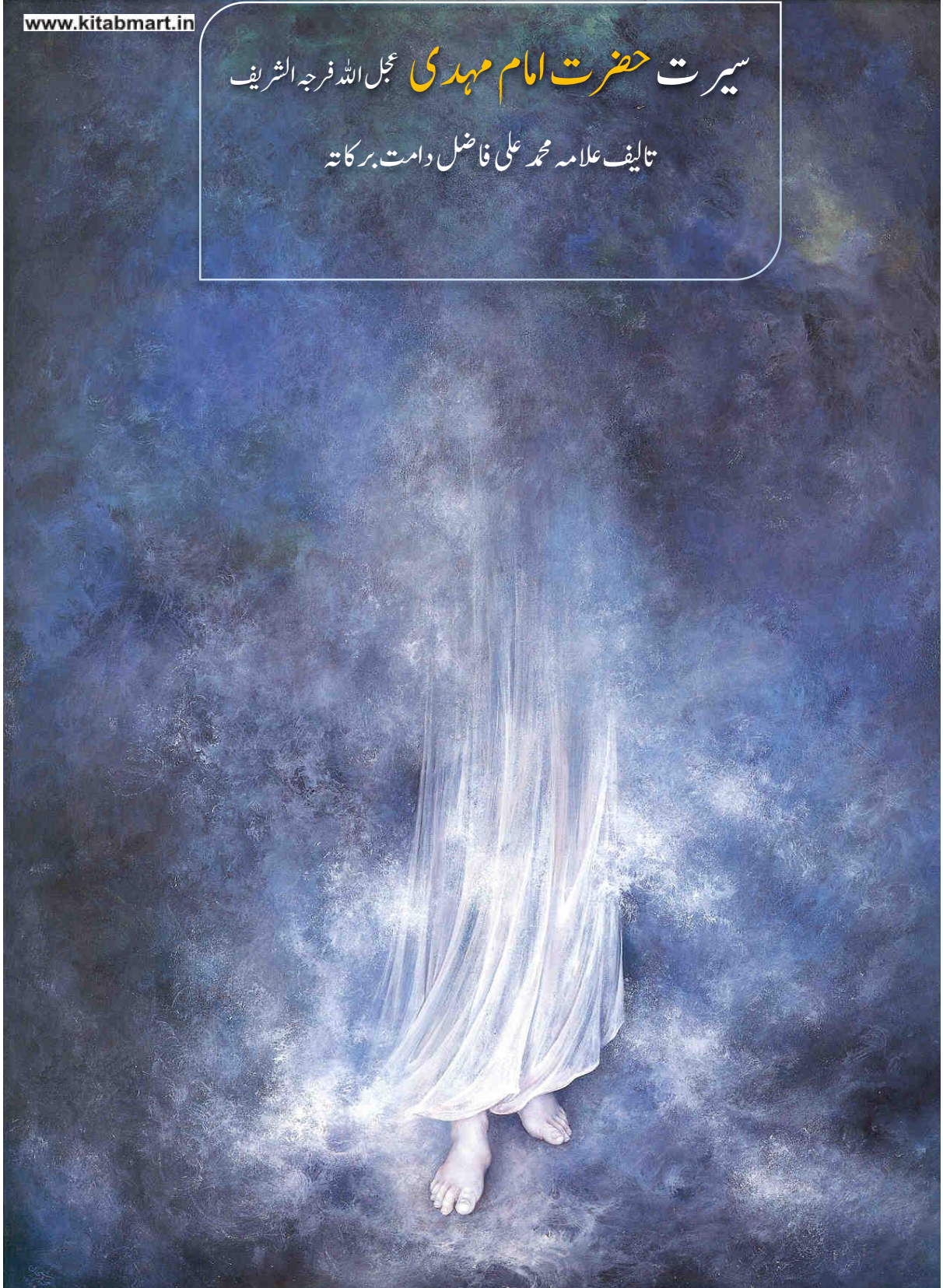
معصوم چہاردہم

حضرت امام مہدی عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف

ہمارے بارھویں امام اور چودھویں معصوم، ولی اللہ المنتظر، بقیۃ اللہ الاعظم حضرت قائم آل محمد حجۃ اللہ فے العالمین، امام زمان حضرت مہدی منتظر، عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کا

نام نامی: اسم گرامی۔ م ح م د ہے، آپ اپنے جد نامدار پدر بزرگوار حضرت رسالتمآب ص کے ہمنام ہیں۔

کنیت: بھی سرکار رسالتمآب جیسی ہے یعنی ابوالقاسم۔ **القاب:** آپ کو مختلف القاب سے ملقب کیا گیا ہے، مثلاً قائم، منتظر، حجت، مہدی، خلف صالح اور صاحب الزمان، جبکہ مشہور ترین لقب مہدی ہے۔

والد گرامی: حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام۔ **مادر محترمہ:** کا اسم مبارک حضرت نرجس خاتون سلام اللہ علیہا ہے۔ اور امام حسن عسکری علیہ السلام کا فرزندار جمند آپ کے علاوہ اور کوئی نہیں۔

ولادت باسعادت: ۱۵ شعبان ۲۵۵ ھ کی رات بمقام سامراء اپنے والد گرامی امام حسن عسکری کے مقدس گھر میں ہوئی۔

مدت عمر: جب آپ کے والد گرامی کی شہادت ہوئی تو اس وقت آپ کی عمر پانچ سال تھی اور آج جبکہ ۱۴۳۶ ھ ہے آپ کی عمر مبارک ایک ہزار ایک سو اکاسی (۱۱۸۱) برس بنتی ہے۔ جبکہ **مدت امامت** اس وقت ۱۴۳۶ ھ میں آپ کو منصب امامت سنبھالے ہوئے ایک ہزار ایک سو چھہتر ۱۱۷۶ برس ہو جاتے ہیں۔

غیبت: اس وقت آپ پردہ غیبت میں ہیں، جب خدا کو منظور ہو گا ظہور فرمائیں گے۔ اور زمین کو عدل وانصاف سے اسی طرح بھر دیں گے جس طرح اس سے پہلے ظلم وجور سے بھر چکی ہو گی اور یہ ایک خدائی وعدہ ہے جو ضرور پورا ہو کر رہے گا اس میں ذرہ برابر بھی شک کی گنجائش نہیں ہے اور اس بارے میں کتب فریقین متواتر روایات سے بھری ہوئی ہیں۔ آپ کی غیبت کے دو دورانئے ہیں ایک مختصر مدت کے لیے کہ جسے "غیبت صغریٰ" کہتے ہیں اور ایک لمبے عرصے کے لیے جسے "غیبت کبریٰ" کہتے ہیں۔

غیبت صغریٰ کا آغاز ابتدائے ولادت سے نیابت خاصہ کے خاتمہ تک اور غیبت کبریٰ کا آغاز غیبت صغریٰ کے اختتام سے آپ کے ظہور پر نور تک کہ جب خداوند عالم کو منظور ہو گا آپ ظہور فرمائیں گے اور غیبت کبریٰ کا دورانیہ اپنے اختتام کو پہنچے گا۔

آپ کی ولادت سنی نقطہ نظر سے

اس بارے میں پوری تفصیل کے ساتھ تو آگے چل کر گفتگو کریں گے کہ "مھدویت" کے موضوع پر عقیدہ صرف شیعوں ہی کا نہیں بلکہ بہت کثیر تعداد میں وارد ہونے والی روایات اس بات پر دلالت کر رہی ہیں کہ علمائے اہل سنت بھی اس موضوع کو قبول کرتے ہیں البتہ ان میں سے بعض حضرات امام مہدی علیہ السلام کی ولادت کا انکار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جس شخصیت کے بارے میں پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غیبت کے بعد ظہور کی خوشخبری دی ہے وہ ابھی پیدا نہیں ہوئے، بلکہ آئندہ دور میں پیدا ہوں گے (شرح ابن ابی الحدید جلد ۷ ص ۹۴ جلد ۱۰ ص ۹۶) لیکن اس کے باوجود اہل سنت کے مورخین اور محدثین کی ایک بہت بڑی تعداد نے امام علیہ السلام کی ولادت کا اپنی کتابوں میں ذکر کیا ہے اور

ولادت کو واقعیت سے تعبیر کیا ہے۔ ہمارے بعض محققین نے ایک سو سے زائد علماء کا اس بارے میں تعارف کرایا ہے اور ہم یہاں پر ان میں سے بعض حضرات کا ذکر کرتے ہیں۔

۱۔ابن حجر مکی نے اپنی کتاب الصواعق المحرقہ ص ۲۰۸ میں۔

۲۔ شبراوی نے الاتحاف بحب الاشراف ص ۱۷۹ میں

۳۔ محمد امین بغدادی سویدی نے کتاب سبائک الذھب فی معرفتہ قبائل العرب ص ۷۸ میں،

۴۔ مومن شبلنجی نے نور الابصار ص ۱۴۱ میں

۵۔ کامل ابن اثیر اپنی تاریخ جلد ۷ ص ۲۷۴ (۲۶۰ ہجری کے حالات) میں

۶۔ حمد اللہ مستوفی نے تاریخ گزیدہ ص ۲۹۷ میں

۷۔ابن صباغ مالکی نے الفصول المہمہ ص ۳۱۰ میں

۸۔ابن طولون نے کتاب "الائمۃ الاثنی عشر ص ۱۱۷ میں

۹۔ شیخ سلیمان قندوزی نے ینابیع المودۃ جلد ۳ ص ۳۶ میں اس بات کا ذکر کیا ہے کہ حضرت مہدی علیہ السلام کی ولادت باسعادت ہو چکی ہے اور ان کے ظہور کا انتظار ہے۔

امام زمان کی زیارت کا شرف حاصل کرنے والے

ہم حضرت امام حسن عسکری علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سیرت کے ضمن میں تفصیل کے ساتھ بیان کر چکے ہیں کہ ظالم عباسی حکومت حضرت امام حسن عسکری علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فرزند تک رسائی حاصل کر کے انہیں قتل کر دینے کی غرض سے آپ کے گھر کی مسلسل نگرانی کرتی رہی۔ لیکن قدرت کو کچھ اور منظور تھا جو ذات فرعون کی دسترس سے موسیٰ علیہ السلام کو محفوظ رکھ سکتی ہے وہی بارھویں امام علیہ السلام کو بھی دشمن کے ہاتھوں سے محفوظ رکھ سکتی ہے اور ایسا ہی ہوا اور امام حسن عسکری علیہ السلام نے اس مولود مسعود کو دشمن کی نظروں سے بچا کر پرورش کی اس بارے میں مستند ترین اطلاع حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی پھوپھی جناب حکیمہ خاتون کی ہے جو جناب امام مہدی علیہ السلام کی ولادت کے وقت ان کی والدہ ماجدہ جناب نرجس خاتون کے پاس موجود تھیں۔ اور حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کا بارھویں امام کی مخفیانہ تربیت کا مقصد یہ نہیں ہے کہ اس پانچ چھ سال کے عرصے میں کہ جو امام مہدی علیہ السلام کی ولادت سے لے کر حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی آخری عمر کا عرصہ بنتا ہے۔ اس دوران میں کسی نے بارھویں کو نہ دیکھا ہو۔ بلکہ جیسا کہ ہم حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کے حالات میں بتا چکے ہیں کہ بعض مناسب مواقع پر، خاص خاص شیعہ افراد نے ان کی زیارت کا شرف حاصل کیا ہے اس سے ان کو آپ کی ولادت باسعادت کا یقین ہو گیا ہے اور انہوں نے دوسرے خاص شیعوں کو بھی بتایا ہے۔ اس بارے میں ہمارے علماء نے تفصیل کے ساتھ ذکر کیا ہے، جیسا کہ ہم ابھی بتا چکے ہیں۔ اس سلسلے میں ہم یہ بھی مناسب سمجھتے ہیں کہ یہاں پر ان چالیس مومنین کی زیارت کا ذکر بھی کریں جو نہایت اہمیت کی حامل ہے اور ان چالیس حضرات کا حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کے ساتھ قریبی تعلق تھا اور آپ کے اصحاب میں ان کا شمار ہوتا ہے اس کی تفصیل کچھ اس طرح ہے کہ:

ہم حضرت امام علی نقی علیہ السلام کے حالات میں بتا چکے ہیں کہ آپ کے وکلاء میں سے ایک شخص کا نام " حسن بن ایوب بن نوح" تھا وہ کہتے ہیں کہ: ہم حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی بارگاہ میں اس لیے حاضر ہوئے تاکہ ان سے پوچھیں کہ آپ کے بعد کون امام ہو گا؟ جب ہم وہاں پہنچے تو دیکھا کہ آپ کے حضور میں چالیس افراد پہلے سے موجود تھے ان میں "عثمان بن سعید عمری" بھی تھے۔ جو بعد میں امام زمان کے

وکیل بھی بنے۔ وہ کھڑے ہوگئے اور عرض کیا۔ میں چاہتا ہوں کہ آپ سے ایک ایسے موضوع کے بارے میں سوال کروں، جو آپ ہم سب سے بہتر جانتے ہیں؟

امام نے فرمایا: بیٹھ جاؤ! یہ سن کر وہ بوجھل دل کے ساتھ باہر جانے لگے تو امام علیہ السلام نے فرمایا" کوئی شخص باہر نہ جائے۔ کچھ دیر گزر جانے کے بعد امام علیہ السلام نے عثمان کو بلایا، تو وہ کھڑے ہوگئے حضرت نے فرمایا: تم چاہتے ہو کہ میں تمہیں بتاؤں کہ تم کس غرض سے میرے پاس آئے ہو؟ سب نے مل کر کہا: ضرور،، فرمایا: تم اس لیے یہاں آئے ہو تا کہ مجھ سے میرے بعد حجت خدا اور امت کے امام کے بارے میں سوال کرو! سب نے کہا: بالکل صحیح فرماتے ہیں۔

اسی دوران میں ایک نورانی شکل کا بچہ جیسے "ماہ پارہ" ہو، اسی محفل میں ہمارے پاس آگیا۔ اس کی صورت امام حسن عسکری علیہ السلام سے ملتی جلتی تھی۔ امام علیہ السلام نے اس بچے کی طرف اشارہ کر کے فرمایا: یہی میرے بعد امام ہوگا اور تمہارے درمیان میرا جانشین ہوگا۔ تم نے اس کے فرمان کی اطاعت کرنی ہے۔ اور میرے بعد کسی قسم کا اختلاف نہیں کرنا۔ ورنہ تباہ ہو جاؤ گے اور تمہارا دین برباد ہو جائے گا۔

غیبت امام کا فلسفہ اور عوامل

اس میں شک ہی نہیں کہ الٰہی پیشواؤں کی قیادت و امامت کا اصل مقصد دنیا کی ہدایت اور انہیں منزل مقصود تک پہنچانا ہے اور یہ اس وقت ممکن ہے جب دنیا والوں میں اس سے فائدہ اٹھانے کی آمادگی بھی ہو، ورنہ بقول شاعر مشرق

ہم تو مائل بہ کرم ہیں کوئی سائل ہی نہیں   راہ دکھلائیں کسے رہرو منزل ہی نہیں

کے مصداق جب بہرہ برداری کرنے والا ہی کوئی نہ ہو تو پھر الٰہی پیشواؤں کے لوگوں میں رہنے کا کوئی بھی ثمرہ حاصل نہیں کر سکے گا۔

اسی بنا پر یہ بات بڑے افسوس سے کہنی پڑتی ہے کہ ان آسمانی پیشواؤں کو روز اول ہی سے دنیا والوں کے ہاتھوں مصائب و مشکلات ایذار سانیوں اور شدائد کا سامنا کرنا پڑا۔ اور جن لوگوں کو ان کی ذات سے فائدہ اٹھانا تھا وہی ان کی جان کے دشمن ہوگئے۔ بالخصوص نویں امام حضرت محمد تقی جواد علیہ السلام سے لے کر گیارھویں امام حسن عسکری علیہ السلام کی دینی سرگرمیوں اور خدمات کو محدود سے محدود تر کر دیا گیا ہے۔ اور پھر خصوصی طور پر یہ محدودیت دسویں اور گیارھویں امام علی نقی اور حسن عسکری علیہما السلام کے لیے اور بھی شدت اختیار کر گئی جس سے معلوم ہو گیا کہ اسلامی امہ میں ان الٰہی رہبروں سے بہرہ مندی کا لازمی نصاب کی حد تک فقدان پایا جاتا ہے۔ اسی لیے خدائی حکمت اور الٰہی مشیت کا تقاضا یہ ہوا کہ اپنے بارھویں رہبر کو پردہ غیبت میں چھپا دیا اور جب دیکھے گا کہ اسلامی امت میں آمادگی پیدا ہو گئی ہے تو اسے ظہور کا حکم دے گا۔ البتہ غیبت کے تمام اسباب و عوامل ہمیں اچھی طرح معلوم نہیں ہیں لیکن جو ہم نے عرض کیا ہے شاید اس کا یہی اہم نکتہ ہو اسلامی روایات جن عوامل اور اسباب کی نشاندہی کرتی ہیں ان کی تین قسمیں ہیں۔

الف۔ اسلامی امہ کی آزمائش

جیسا کہ ہم سب جانتے ہیں کہ خداوند عالم کا ابتدا ہی سے یہ طریقہ کار چلا آرہا ہے کہ وہ اپنے بندوں کی آزمائش کرے اور اس آزمائش کے نتیجہ میں اپنے خالص، صالح اور پاکدل افراد کا انتخاب کرے، تا کہ اس کے بندے ایمان، صبر اور تسلیم ورضا کے پرتو میں اور اوامر الٰہی کی پیروی کرتے ہوئے تربیت حاصل کریں اور کمال کی حد تک جا پہنچیں اس طرح سے ان کی پوشیدہ استعداد دنیا کے سامنے جلوہ گر ہو۔ بعینہ حضرت امام مہدی عجل اللہ فرجہ کی غیبت بھی لوگوں کی آزمائش کا ایک اہم ذریعہ ہے لہٰذا جن لوگوں کا اس غیبت پر پختہ ایمان نہیں ہے ان کے باطن کی کیفیت ظاہر ہو جاتی ہے اور وہ شکوک و شبہات میں مبتلا ہو جاتے ہیں لیکن جن کا ایمان پختہ ہوتا ہے اور دل و جان میں سما چکا ہوتا ہے ان کے آنجناب کے ظہور

کے انتظار کی وجہ سے صبر واستقلال میں اضافہ ہوتا رہتا ہے اوران کی پختگی اور شائستگی پروان چڑھتی رہتی ہے جس کے نتیجے میں خدائی خیر اور جزا کے بلند ترین درجات کو حاصل کر لیتے ہیں

شیخ طوسی اپنی کتاب "الغیبہ" ص ۲۰۴ میں، نعمانی اپنی کتاب الغیبت ص ۱۵۴ میں مجلسی اپنی کتاب بحارالانوار جلد ۵۱ ص ۱۵۰ میں اور کلینی اپنی کتاب اصول کافی جلد اول ص ۳۴۷) میں لکھتے ہیں کہ "حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے فرمایا: جب میرا پانچواں فرزند (حضرت مہدی) غائب ہوگا تو تم اپنے دین کا خاص خیال رکھنا مبادا کوئی شخص تمہیں دین سے خارج کردے اس کی غیبت ضروری ہوگی اور اس قدر طویل ہوگی کہ مومن لوگ بھی اپنے عقیدے سے پھر جائیں گے کیونکہ اللہ تعالیٰ اس کی غیبت کے ذریعے اپنے بندوں کی آزمائش فرمائے گا۔

شیخ طوسی اپنی کتاب الغیبہ ص ۲۰۳ ص ۲۰۷ میں، آیت اللہ لطف اللہ صافی گلپایگانی اپنی کتاب منتخب الاثر ص ۳۱۴ ص ۳۱۵ میں تحریر فرماتے ہیں کہ "پیغمبر خدا ص اور ائمہ اطہار علیہم السلام کے فرامین مبارکہ سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت امام مہدی علیہ السلام کی غیبت کے ذریعہ آزمائش خداوند عالم کی سخت ترین آزمائشوں میں سے ایک ہے" اور اس کی دو صورتیں ہیں:

۱۔ خود اصل غیبت ہے جو بہت طولانی ہوگی۔ جس کی وجہ سے بہت سے لوگ شکوک وشبہات کا شکار ہو جائیں گے کچھ تو آپ کی ولادت کے بارے میں اور کچھ لوگ آپ کی طولانی عمر کے بارے میں شک وشبہ کا اظہار کریں گے۔ اور آزمودہ مخلص اور عمیق معرفت رکھنے والوں کے سوا کوئی بھی آپ کی امامت کے عقیدے اور یمان پر باقی نہیں رہے گا۔

حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک مفصل حدیث کے ضمن میں فرماتے ہیں: مہدی اپنے شیعوں اور پیروکاروں کی نگاہوں سے غائب ہو جائیں گے۔ جن لوگوں کے دلوں کو خداوند عالم ایمان کیلیے شائستہ اور لائق قرار دے گا ان کے سوا کوئی شخص ان کی امامت پر ثابت قدم نہیں رہے گا۔

۲۔ آپ کی غیبت کے زمانے میں مقتدر شخصیتوں اور ناگوار حالات کی وجہ سے لوگوں کو جو واقعات درپیش ہوں گے وہ انہیں ہلا کر رکھ دیں گے۔ وہ اس طرح کہ ایمان کی حفاظت اور دین میں استقامت بہت مشکل کام ہو جائے گا۔ اور لوگوں کے دین وایمان کو شدید خطرات لاحق ہو جائیں گے۔ (نوید امن وامان آیت اللہ صافی گلپایگانی ص ۱۷۷۔۱۷۸)

ب۔ امام کی جان کی حفاظت

خداوند عالم نے غیبت کے ذریعہ سے امام زمانہ کی جان کی حفاظت فرمائی ہوئی ہے کیونکہ اگر آپ اپنی زندگی کے آغاز ہی سے لوگوں کے درمیان ظاہر ہو جاتے تو انہیں شہید کر دیا جاتا جیسا کہ ہم اس پر تفصیل سے روشنی ڈال چکے ہیں اسی چیز کے پیش نظر اگر آپ اپنے وعدہ سے پہلے ظہور کرتے ہیں پھر بھی آپ کی جان کو خطرہ لاحق ہے جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ آپ خدائی احکام کی انجام دہی اور اصلاح امت کے بلند مقصد کے حصول میں کامیاب نہیں ہو سکیں گے۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے ایک صحابی زرارہ کہتے ہیں کہ امام علیہ السلام نے فرمایا" امام منتظر اپنے قیام سے پہلے ایک لمبے عرصے تک لوگوں کی نظروں سے غائب ہوں گے، میں نے عرض کیا کس وجہ سے؟ فرمایا: اپنی جان کو خطرہ کے پیش نظر: (کافی کلینی، غیبت طوسی، کمال الدین شیخ صدوق منتخب الاثر صافی گلپایگانی غیبت نعمانی)

ج۔ طاغوتی طاقتوں کی حکمرانی سے آزادی

ہمارے بارھویں امام حضرت امام مہدی علیہ السلام نے آج تک نہ تو کسی طاغوتی حکومت کو تسلیم کیا ہے نہ ہی کریں گے خواہ تقیہ کی صورت میں کیوں نہ ہو، کیونکہ آپ کو کسی حاکم یا سلطان سے تقیہ کرنے کی اجازت نہیں ہے۔ اب تک نہ تو کسی ظالم حاکم اور بادشاہ کی حکومت کو قبول کیا نہ اس کے احکام و قوانین کو تسلیم بلکہ وہ اپنے الٰہی احکام پر عمل کر رہے ہیں اور خدائی دین کی مکمل طور پر اور بغیر خوف و ڈر کے پابندی کر رہے ہیں۔ اور جب ظہور فرمائیں گے احکام الٰہی کا مو بمو اجرا فرمائیں گے کسی جابر حاکم یا ظالم بادشاہ کا کوئی خوف نہیں ہوگا (کمال الدین صدوق باب ۴۴ ص ۲۸۰ بحار الانور مجلسی جلد ۵۱ ص ۱۵۲ منتخب الاثر صافی گلپایگانی فصل ۲ باب ۵۸ ص ۲۶۸ میں ہے) حسن بن فضال کہتے ہیں آٹھویں امام حضرت علی رضا علیہ السلام نے فرمایا: گویا میں اپنے شیعوں کو اپنے تیسرے فرزند یعنی امام حسن عسکری علیہ السلام کی شہادت کے بعد دیکھ رہا ہوں کہ وہ اپنے امام وقت کی تلاش میں سر گرداں ہیں لیکن اس تک ان کی رسائی نہیں ہو پا رہی، فضال نے کہا: میں نے عرض کیا کہ وہ غائب کیوں ہو جائیں گے؟ فرمایا اس لیے کہ جب وہ تلوار لے کر قیام کریں گے کسی بھی شخص کی بیعت ان کی گردن پر نہیں ہوگی۔

غیبت صغریٰ اور غیبت کبریٰ

جیسا کہ ہم بتا چکے ہیں کہ بارھویں امام علیہ السلام کی غیبت کے دو دورانئے ہیں ایک غیبت صغریٰ" کا اور ایک "غیبت کبریٰ" کا، غیبت صغریٰ ۲۶۰ ہجری میں شروع ہوئی جس سال گیارہویں امام حسن عسکری علیہ السلام کی شہادت ہوئی اور یہ سلسلہ ۳۲۹ ہجری تک جاری رہا یعنی جس سال آپ کے آخری نائب خاص کا انتقال ہوا اور یہ دورانیہ تقریباً انہتر (۶۹) برس پر محیط ہے۔
قارئین گرامی! یہاں پر ہم یہ بھی عرض کرنا ضروری خیال کرتے ہیں کہ مذکورہ عرصہ غیبت یعنی انہتر برس اس لیے بنتا ہے کہ اس کا آغاز حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی شہادت کے سال (۲۶۰ ہجری) سے ہوتا ہے اور آخری نائب کی وفات ۳۲۹ ہجری میں ہوتی ہے تو اس طرح انہتر سال ہوتے ہیں۔ لیکن مرحوم شیخ مفید رحمۃ اللہ علیہ اس غیبت کا آغاز آپ کے سال ولادت کو قرار دیتے ہیں جو ۲۵۵ ہجری ہے اور ۲۵۵ سے ۳۲۹ ہجری تک کا عرصہ چھپتر سال بنتا ہے (ملاحظہ ہو ارشاد شیخ مفید ص ۴۳۶) مرحوم شیخ مفید کا نظریہ اس لحاظ سے ہے کہ حضرت مہدی عجل اللہ فرجہ اپنے والد گرامی کے زمانہ حیات میں بھی ایک طرح کی غیبت کی زندگی گزارتے رہے کیونکہ ان کا عام طور پر لوگوں کے ساتھ میل جول نہیں رہتا تھا سوائے چند خاص خاص شیعوں کو زیارت کرانے کے اس لیے مجموعی طور پر آپ کی زندگی عرصہ غیبت میں شمار ہوتی ہے۔ شیخ مفید علیہ الرحمہ کے اسی نظریہ کو طبرسی، سید محسن امین اور آیت اللہ سید صدر الدین صدر جیسے محققین نے اپنی تحقیق کی بنیاد قرار دیا ہے اور امام کی غیبت صغریٰ کا آغاز آپ کی ولادت کے سال ۲۵۵ کو قرار دیکر ۳۲۹ تک کو غیبت صغریٰ کے چوہتر ۷۴ سال قرار دیتے ہیں (ملاحظہ ہو اعلام الوری طبرسی ص ۴۴۴ اعیان الشیعہ سید محسن امین جلد ۲ ص ۴۶ اور کتاب المہدی سید صدر الدین صدر ص ۱۸۱) غرض غیبت صغریٰ کے دوران میں حضرت امام مہدی علیہ السلام کا اپنے شیعوں کے ساتھ رابطہ مکمل طور پر منقطع نہیں ہوا تھا بلکہ کچھ احباب محدود طریقے پر آپ سے ملاقات کیا کرتے تھے
اس کی تفصیل یوں بیان کی جاسکتی ہے کہ غیبت کے اس تمام عرصے میں کچھ معتبر اور باوثوق افراد آپ کے ساتھ "نائب خاص" کی حیثیت سے تعلق رکھتے تھے (جن کا ذکر بعد میں کیا جائے گا) اور امام علیہ السلام کے شیعہ انہی کے ذریعہ آپ کے ساتھ رابطے میں رہتے تھے اور اپنی مشکلات و مسائل کو امام کی بارگاہ تک پہنچاتے تھے اور انہی کے ذریعہ امام علیہ السلام کا جواب ان کو ملتا تھا۔ حتیٰ کہ بعض اوقات ان کو امام والا مقام کی زیارت کا شرف بھی حاصل ہو جایا کرتا تھا۔ تو غیبت کے اس عرصے کے بارے میں کہا جاسکتا ہے کہ امام علیہ السلام غائب تھے بھی اور نہیں بھی۔ غیبت کے اس دورانئے کو غیبت کبریٰ کے لیے شیعوں کو آمادہ کرنے کے عرصہ سے تعبیر کیا جاسکتا ہے کیونکہ اس دورانیہ میں بھی امام کے ساتھ شیعوں کا رابطہ منقطع ہو گیا۔ اور انہیں ہدایات ملنے لگیں کہ اپنے معاملات میں حضرت کے عمومی نائبین یعنی ان فقہاء کی طرف رجوع کریں جن میں خاص شرائط

پائی جائیں۔اور وہ اسلامی احکام سے بھی اچھی طرح واقف ہوں۔اگر غیبت کبریٰ اچانک اور یکدم عمل میں آجاتی تو امکان تھا کہ اذہان وافکار کے لیے بہت بڑی گمراہی کا موجب بن جائے اور لوگوں کے ذہن اسے قبول کرنے کے لیے تیار نہ ہوں لیکن حضرات ائمہ اطہار علیہم السلام کی بارہویں امام علیہ السلام کی غیبت کے بارے میں مدبرانہ حکمت عملی کے علاوہ خود غیبت صغریٰ کے دوران بھی بتدریج ذہنوں کو آمادہ کیا جاتا رہا پھر غیبت کاملہ کا دور شروع ہو گیا۔

اسی طرح غیبت صغریٰ کے دوران خاص نائبین کے رابطے کے کا امکان اور خاص شیعوں کی زیارت کا امکان بھی ختم ہو گیا۔البتہ اس دورانیے میں حضرت کی ولادت اور حیات کا مسئلہ بڑی حد تک ثابت ہو چکا۔غیبت صغریٰ کے بعد ایک اور غیبت کا آغاز ہو گیا۔جسے غیبت کبریٰ کہتے ہیں اسی طرح غیبت صغریٰ کے زمانے میں امام علیہ السلام کے ساتھ نائبین خاص کا رابطہ اور مومنین کی امام کے حضور میں شرفیابی اور چہرے کی زیارت سے آپ کی ولادت باسعادت اور حیات مبارکہ کا مسئلہ بھی دنیا کے لیے زیادہ سے زیادہ یقینی ہو گیا۔غیبت صغریٰ کے بعد غیبت کبریٰ کا دورانیہ شروع ہو گیا جو تا حال جاری ہے اور جب تک خدا چاہے گا امام پردہ غیبت میں رہیں گے اور جب اللہ تعالیٰ آپ کو ظہور و قیام کا اذن دے گا تو ظہور فرمائیں گے۔امام مہدی علیہ السلام کی دونوں غیبتوں کے بارے میں آپ کی ولادت باسعادت سے بھی بہت پہلے ائمہ اطہار علیہم السلام اللہ کی زبانی پیش گوئی کی جا چکی تھی،اور اسی زمانے سے راویان اور محدثین نے اسے حفظ بھی کر لیا تھا اور نقل بھی کرتے رہے جو کتب احادیث میں درج ہے اور ہم یہاں پر نمونہ کے طور پر چند ایک احادیث کو بیان کرنے کی سعادت حاصل کرتے ہیں:

۱۔ حضرت امیر المومنین علی بن ابیطالب علیہ السلام فرماتے ہیں "ہمارے غائب (امام) کی دو غیبتیں ہوں گی جو ایک دوسری سے زیادہ لمبی ہو گی اور اس کی غیبت کے دوران صرف وہی لوگ اس کی امامت کے عقیدے پر کاربند رہیں گے جن کا یقین پختہ اور معرفت مکمل ہو گی" (ینابیع المودۃ شیخ سلیمان قندوزی جلد ۳ ص ۸۲ باب ۷۱)

۲۔ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں (امام) قائم کی دو غیبتیں ہوں گی اور ان دو میں سے ایک کے دوران لوگ کہیں گے کہ ان کا انتقال ہو چکا ہے۔(غیبت نعمانی ص ۱۷۳)

۳۔ ابو بصیر کہتے ہیں میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا امام باقر علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ قائم آل محمد (ع) کی دو غیبتیں ہوں گی جن میں سے ایک دوسری سے بڑی ہو گی۔تو یہ سن کر امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا بالکل اسی طرح ہے" (ایضاً)

۴۔ کتاب غیبت نعمانی ص ۱۷۰ منتخب الاثر ص ۲۵۱ تا ۲۵۳ فصل دوم باب ۲۶ میں ہے امام قائم علیہ السلام کی دو غیبتیں ہوں گی۔ایک مختصر اور دوسری طولانی۔۔۔مذکورہ تصریحات کی روشنی میں تاریخ اس بات کی گواہ ہے کہ یہ پیش گوئیاں صحیح ثابت ہوئی ہیں اور ائمہ اطہار علیہم السلام کے فرامین کے مطابق دونوں غیبتیں وقوع پذیر ہو چکی ہیں۔

نُوّاب اربعہ

یہاں پر آگے جانے سے پہلے ہم اپنے قارئین کے لیے اس بات کی وضاحت کرتے چلیں کہ اس زمانے میں "نیابت" اور "نواب" کے بجائے "سفارت" اور سفراء" کے کلمات استعمال ہوتے تھے۔

بہر حال غیبت حضرت امام مہدی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خاص نائبین چار حضرات تھے اور یہ کوئی عام لوگ نہیں بلکہ انہیں آپ سے پہلے کے ائمہ علیہم السلام کی خدمت کا بھی شرف حاصل تھا اور نیک پارسا اور بزرگ شیعہ عالم تھے اور انہیں "نواب اربعہ" کہتے ہیں ترتیب زمانی کے لحاظ سے ان کے اسماء گرامی یہ ہیں۔

۱۔ابو عمرو عثمان بن سعید عمری، ۲۔ابو جعفر محمد بن عثمان بن سعید عمری، ۳۔ابوالقاسم حسین بن روح نوبختی، ۴۔ابوالحسن علی بن محمد سمری۔ یہ حضرات امام زمانہ علیہ السلام کے نائب کہلاتے ہیں لیکن مختلف علاقوں میں امام زمان علیہ السلام کے بہت سے وکلاء بھی تھے۔ مثلاً بغداد، کوفہ، اہواز، ہمدان، قم، رے، آذربائیجان، نیشاپور وغیرہ میں آپ کے وکلا موجود تھے جو مذکورہ چار حضرات کے ذریعہ لوگوں کے مسائل و مشکلات اور حالات امام علیہ السلام کی خدمت میں پہنچاتے اور انہی کے ذریعہ امام پاک علیہ السلام کی طرف سے جواب بھی حاصل کرتے۔

چنانچہ شیخ طوسی نقل فرماتے ہیں کہ صرف بغداد میں تقریباً دس افراد، جناب محمد بن عثمان عمری کی نمائندگی میں مصروف عمل تھے۔ اور ان کا رابطہ نائبین امام سے ہوتا اور ان کے بارے میں امام علیہ اسلام کی طرف سے توقیعات برآمد ہوتیں۔ اور یہ حضرات ان پر عمل کرتے ان نمائیندوں کے نام یہ ہیں۔ محمد بن جعفر اسدی، احمد بن اسحاق اشعری قمی، ابراہیم بن محمد ہمدانی، احمد بن حمزہ (غیبت شیخ طوسی) محمد بن ابراہیم بن مھزیار (کافی کلینی) حاجز بن یزید، محمد بن صالح (کافی کلینی) ابوہاشم داود بن قاسم جعفری، محمد بن علی بن بلال، عمرو اہوازی، ابو محمد وجناتی، (کافی کلینی)

نوّاب اربعہ کا تعارف

۱۔ابو عمرو عثمان بن سعید عمری

کا تعلق قبیلہ بنی اسد سے ہے اور سامراء شہر میں قیام کی وجہ سے "عسکری" بھی کہلاتے تھے، شیعی محفلوں میں انہیں "سمان" بھی کہا جاتا تھا جس کے معنی ہیں "روغن فروش" کیونکہ آپ اپنی سیاسی سرگرمیوں کو مخفی رکھنے کے لیے گھی کا کاروبار کیا کرتے تھے اور شیعوں کے اموال شرعیہ کو امام علیہ السلام تک پہنچانے کے لیے گھی کے برتنوں کا استعمال کیا کرتے تھے تمام شیعہ ان کا احترام کیا کرتے تھے۔ انہی عثمان بن سعید کو حضرت امام علی نقی ہادی اور حضرت امام حسن عسکری علیہاالسلام کی خدمت کا شرف بھی حاصل رہا ہے اور ان کے نزدیک بااعتماد شخصیت تھے۔

احمد بن اسحاق جن کا شمار بزرگ شیعہ افراد میں ہوتا ہے وہ کہتے ہیں کہ "میں ایک دن حضرت امام علی نقی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا، میں کبھی یہاں ہوتا ہوں اور کبھی نہیں ہوتا۔ اور جب یہاں ہوتا ہوں پھر بھی ہر روز آپ کی خدمت میں نہیں پہنچ سکتا تو اس بارے میں میں کس شخص کی باتوں کو مانوں اور اس کے فرمان پر عمل کروں؟

توامام علیہ السلام نے فرمایا: ابو عمرو (عثمان بن سعید عمری) ہیں جو ایک امین اور ہمارے قابل اعتماد شخص ہیں، وہ جو کچھ بھی تم سے کہیں سمجھو کہ میری طرف سے کہہ رہے ہیں، وہ تمہیں جو کچھ دیں وہ میری ہی طرف سے دیں گے، احمد بن اسحاق کہتے ہیں کہ حضرت امام علی نقی علیہ السلام کی شہادت کے بعد ایک دن میں حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی خدمت میں شرفیاب ہوا اور اپنے اسی سوال کو دہرایا تو آپ نے بھی اپنے پدر بزرگوار کی مانند جواب دیا۔ "یہی عمرو ہمارے پیشرو امام کی طرح ہمارے بھی قابل اعتماد اور باوثوق انسان ہیں میری زندگی میں بھی اور میری وفات کے بعد بھی وہ جو کچھ تمہیں کہیں وہ میری جانب سے کہہ رہے ہوں گے اور جو تمہیں دیں وہ میری طرف سے دے رہے ہوں گے (غیبت شیخ طوسی ص ۲۱۵)

حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی تجہیز و تکفین کا سارا کام بھی بظاہر عثمان بن سعید نے انجام دیا(ایضاً)اور یہ وہی عثمان بن سعید ہیں کہ جنھوں نے ایک دن یمن کی طرف سے آنے والے شیعوں کے مال امام کو حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کے حکم کے مطابق وصول کیا اور جب یمن کے شیعوں نے یہ کیفیت دیکھی تو کہا: امام علیہ السلام کے اس اقدام سے عثمان بن سعید کے متعلق ہمارا اعتماد بھی بڑھ گیا ہے اور ہماری نگاہوں میں ان کے احترام میں بھی اضافہ ہوا ہے" یہ سن کر امام عسکری علیہ السلام نے فرمایا: گواہ رہنا، عثمان بن سعید میرا وکیل ہے اور ان کا بیٹا "محمد" میرے فرزند امام مہدی کا وکیل ہوگا" (ایضاً)

اسی طرح اس بحث کے آغاز میں چالیس شیعوں کی حضرت امام زمان مہدی علیہ السلام کی زیارت کی تفصیل بیان ہو چکی ہے اور بتایا گیا ہے کہ ملاقات کے آخر میں حاضرین سے امام علیہ السلام نے فرمایا کہ: "جو عثمان (بن سعید) تم سے کہیں اسے قبول کر لینا اس کا کہنا ماننا، ان کی باتوں پر عمل کرنا، وہ تمہارے امام بااختیار نمائندہ ہیں(ایضاً)

عثمان بن سعید کی تاریخ وفات صحیح معنوں میں معلوم نہیں ہے، بعض حضرات کہتے ہیں کہ ان کی وفات ۲۶۰ ہجری سے ۲۶۷ ہجری کے درمیان ہوئی ہے جبکہ کچھ دوسرے حضرات کہتے ہیں کہ ان کی وفات ۲۸۰ ہجری میں ہوئی ہے۔

(تاریخ سیاسی غیبت امام دوازدہم ص ۱۵۵-۱۵۶ ترجمہ ڈاکٹر سید محمد تقی آیت اللھی)

۲۔ محمد بن عثمان بن سعید عمری

محمد بن عثمان بھی اپنے والد بزرگوار کی طرح بزرگ شیعوں میں شمار ہوتے ہیں اور تقویٰ، عدالت، پرہیزگاری اور بزرگواری کے لحاظ سے شیعہ معاشرہ میں عزت و احترام کا مقام رکھتے ہیں اور امام حسن عسکری علیہ السلام کے قابل اعتماد دوستوں میں شامل ہیں۔ چنانچہ جب احمد بن اسحاق نے امام علیہ السلام سے سوال کیا کہ وہ کس کی طرف رجوع کرے؟ تو امام نے فرمایا "عمری (عثمان) اور ان کے فرزند (محمد) دونوں ہی میرے قابل اعتماد لوگ ہیں وہ تمہیں جو کچھ دیں وہ میری طرف سے دیں گے اور جو کچھ کہیں وہ میری طرف سے کہیں گے۔ ان کی باتوں کو سننا اور ان پر عمل کرنا کیونکہ یہی دونوں میرے قابل اعتماد لوگ اور امین ہیں(ایضاً)

عثمان بن سعید کی وفات کے بعد امام غائب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف سے توقیع مبارک ظاہر ہوئی جس میں ان کی تعزیت کی گئی تھی اور ان کے فرزند "محمد" کی نیابت کا اعلان کیا گیا تھا(ایضاً)

"عبداللہ بن جعفر حمیری" کہتے ہیں کہ جب جناب عثمان بن سعید کی وفات ہو گئی تو امام زمان علیہ السلام کی طرف سے ایک خط ہمیں ملا۔ اسی رسم الخط کے ساتھ کہ جس سے امام علیہ السلام ہمارے ساتھ خط و کتابت کیا کرتے تھے خط میں ہمیں حکم دیا گیا کہ " ابو جعفر (محمد بن عثمان بن سعید) کو اس کے باپ کی جگہ نیابت کے لیے منصوب کیا جاتا ہے(ایضاً ص ۲۲۰۔ بحار الانوار جلد ۵۱ ص ۳۴۹)

اسی طرح جب "اسحاق بن یعقوب نے کچھ سوالات امام زمانہؑ کی خدمت میں لکھ بھیجے تو امام علیہ السلام نے اپنی توقیع مبارک میں لکھا: خداوند عالم محمد بن عثمان بن سعید اور اس کے والد سے جو اس سے پہلے زندہ تھے راضی اور خوشنود ہو یہ (محمد) میرے لیے قابل اعتماد اور باوثوق ہیں ان کی تحریر میری ہی تحریر ہوگی۔

(غیبت طوسی ص ۲۲۰ بحار الانوار جلد ۵۱ ص ۳۵۰، اعلام الوری طبرسی ص ۲۵۲ کشف الغمہ اربلی جلد ۳ ص ۳۲۲)

ابو جعفر محمد بن عثمان بن سعید کی فقہ میں کئی تالیفات ہیں کہ جو ان کی وفات کے بعد حضرت امام العصرعج کے تیسرے نائب حسین بن روح یا چوتھے نائب ابوالحسن سمری) کے ہاتھوں میں پہنچیں (غیبت طوسی ص ۲۲۱) تقریباً چالیس برس تک محمد بن عثمان نے امام کی سفارت اور نیابت کا عہدہ سنبھالے رکھا اور اس عرصے میں انہوں نے امام علیہ السلام کے مقامی اور علاقائی وکلاء کے درمیان زیادہ سے زیادہ ہم آہنگی پیدا کی ان

کی سر گرمیوں کی نگرانی کرتے رہے اور شیعوں کے مذہبی، سماجی اور سیاسی امور کو سنبھالے رہے حضرت امام زمانہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف سے متعدد توقیعات صادر ہوئیں کہ انہی کے ذریعہ متعلقہ لوگوں تک پہنچتی رہیں۔آخر کار انہوں نے ۳۰۴ یا ۳۰۵ ہجری میں داعی اجل کو لبیک کہا اور عالم جاودانی کو سدھارے (غیبت طوسی ص ۲۲۳)

محمد بن عثمان نے اپنی وفات سے قبل ہی اپنی تاریخ وفات بتادی تھی، اور ٹھیک اسی تاریخ اور اسی وقت اپنی جان، جان آفرین کے سپرد کی۔(غیبت طوسی۔بحار الانوار)

۳۔ابوالقاسم حسین بن روح نوبختی

ابو جعفر محمد بن عثمان کی زندگی کے آخری ایام میں کچھ بزرگوار شیعہ ان کے پاس گئے ابو جعفر نے کہا: اگر میں دنیا سے چلا جاؤں تو میرے امام کے حکم کے مطابق میرے جانشین اور امام کے نائب ابوالقاسم حسین بن روح نوبختی ہوں گے لہٰذا آپ لوگوں نے انہی کی طرف رجوع کرنا اور اپنے کاموں میں انہی پر اعتماد کرنا ہے (غیبت طبرسی ص ۲۲۶۔۲۲۷ بحار الانوار جلد ۵۱ ص ۳۵۵) جناب حسین بن روح امام علیہ السلام کے دوسرے نائب کے قریبی معاون تھے۔اور ابو جعفر محمد بن عثمان عمری بھی کافی عرصہ پہلے سے انہی کی نیابت کے لیے راہیں ہموار کرتے رہے اور شیعوں کو مال کی ادائیگی کے لیے انہی کی طرف رجوع کرنے کا کہتے رہے۔اور وہ بھی محمد بن عثمان اور شیعوں کے درمیان ایک رابطے کا کام دیتے رہے۔(ایضاً)

جناب حسین بن روح نے فقہ شیعہ میں "التادیب" نامی کتاب تالیف فرمائی اور اس پر اظہار رائے کے لیے قم کے فقہاء کی طرف بھیجی۔فقہاء قم نے کتاب کی تحقیق کے بعد لکھا کہ: صرف ایک مسئلہ کے علاوہ باقی کتاب فقہائے شیعہ کے فتاویٰ کے مطابق ہے" (ایضاً) حسین بن روح کے بعض ہم عصر نے ان کی عقل و ہوش مندی اور ذکاوت کو خراج تحسین پیش کیا ہے اور کہا ہے کہ تمام مخالف و موافق لوگوں کی تصدیق کے مطابق حسین بن روح اپنے دور کے عقل مند ترین لوگوں میں سے ہیں" (بحار الانوار جلد ۵۱ ص ۲۵۶ غیبت طوسی ص ۲۳۶) حسین بن روح عباسی خلیفہ "مقتدر" کے دور حکومت میں پانچ سال تک جیل میں بھی رہے ہیں اور ۳۱۷ ہجری میں قید سے رہا ہوئے اور اکیس سال تک امام علیہ السلام کی نیابت کے فرائض انجام دیتے رہے آخر کار ۳۲۶ ہجری میں اس دنیا سے رخصت ہوئے (غیبت طوسی ص ۲۳۸)

۴۔ابوالحسن علی بن محمد سمری

حضرت امام زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کے حکم اور حسین بن روح نوبختی کے تعارف اور وصیت کے مطابق نوبختی کی وفات کے بعد علی بن محمد سمری ہی نے امام علیہ السلام کی نیابت خاصہ اور شیعوں کے امور کی نگرانی کا منصب سنبھالا ابوالحسن سمری حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کے اصحاب اور دوستوں میں سے تھے اور ۳۲۹ ہجری تک اسی منصب پر فائز رہے اور اسی سال راہئی ملک بقا ہوئے اور ان کی وفات سے چند روز پہلے حضرت امام زمانہؑ کی طرف سے ایک توقیع صادر ہوئی جن میں ان سے اس طرح خطاب ہوا:

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اے علی بن محمد سمری! خداوند عالم تمہاری جدائی کے صدمہ کا تمہارے بھائیوں کو اجر عظیم عطا فرمائے تم چھ دن کے بعد دنیا سے رخصت ہو جاؤ گے ابھی سے اپنے کاموں کو سنبھال لو اور انہیں ٹھیک کر لو کسی کو اپنا جانشین نہ بناؤ کیونکہ اب غیبت کامل

(یعنی غیبت کبریٰ کا دور شروع ہونے والا ہے اور میں خداوند عالم کی اجازت کے بغیر ظہور نہیں کروں گا۔ اور میرا یہ ظہور اس وقت ہوگا جب ایک طویل عرصہ گزر جائے گا جب دل پتھر ہو جائیں گے اور زمین ظلم وجور سے بھر جائے گی کچھ لوگ میرے شیعوں کے لیے نیابت خاصہ کے دعویدار بن کر میرے ساتھ رابطہ اور میری ملاقات کا دعویٰ کریں گے لٰہذا یاد رکھو جو شخص ''سفیانی'' کے خروج اور ''آسمانی چنگھاڑ'' سے پہلے اس قسم کا دعویٰ کرے گا وہ جھوٹا ہوگا۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم (غیبت طوسی، بحار الانوار مجلسی اور اعلام الوریٰ طبرسی)

توقیع مبارکہ کے صادر ہونے کے چھٹے دن ابوالحسن سمری کا انتقال ہوگیا۔ ان کے انتقال سے پہلے ان سے پوچھا گیا کہ آپ کے بعد امام زمان علیہ السلام کا نائب کون ہوگا؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ مجھے اس بات کی اجازت نہیں ہے کہ میں اس بارے میں کسی کا تعارف کراؤں''

ابوالحسن سمری کی وفات کے بعد تاریخ تشیع کے ایک جدید دور کا آغاز ہوگیا جسے ''غیبت کبریٰ کا دور'' کہا جاتا ہے اور ہم بھی انشاءاللہ اسی بارے میں تفصیل کے ساتھ گفتگو کریں گے۔

نواب اربعہ کے فرائض

حضرت امام مہدی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف سے اپنے خاص نائبین کا انتخاب در حقیقت ''وکالت'' کے تسلسل کو باقی رکھنا تھا جس کی بنیاد حضرت امام محمد تقی علیہ السلام نے اپنے دورِ امامت میں رکھی تھی اور حضرت امام علی نقی اور امام حسن عسکری علیہما السلام نے اسے وسعت عطا کی اور اب حضرت امام مہدی علیہ السلام کے زمانے میں اسے عروج ملا ان خاص نائبین یا نواب اربعہ کے بنیادی فرائض اور اساسی سرگرمیاں کیا تھیں؟ تو ان کا خلاصہ اس طرح کیا جا سکتا ہے۔

الف: امام کے نام اور مقام کو مخفی رکھنا

اگرچہ حضرت امام مہدی عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کی غیبت صغریٰ کے دوران نواب خاص اور کچھ مخصوص شیعوں کے لیے آپ کے دیدار و زیارت کا امکان موجود تھا لیکن کچھ سیاسی مشکلات کی وجہ سے نواب اربعہ میں سے ہر ایک شخص اپنے اپنے زمانے میں اس بات کا پابند تھا کہ امام علیہ السلام کے نام اور ان کے مقام کو عمومی سطح پر اور کھل کر کسی کو نہ بتایا جائے اس لیے کہ اس دور میں حکومت وقت کی طرف سے امام علیہ السلام کی جان کو خطرہ تھا اس قسم کا حکم خود امام علیہ السلام نے دیا تھا۔ چنانچہ ایک دن کسی کے سوال کیے بغیر از خود امام علیہ السلام کی طرف سے دوسرے نائب جناب محمد بن عثمان کے نام یہ توقیع صادر ہوئی۔

'' جو لوگ میرے نام کے بارے میں سوال کرتے ہیں انہیں چاہیے کہ اس بارے میں خاموشی اختیار کریں کہ اس صورت میں انہیں بہشت نصیب ہوگی اور اگر لب کشائی کریں گے تو جہنم (ان کے انتظار میں) ہے۔ کیونکہ اگر یہ نام سے واقف ہو جائیں تو اسے فاش کر دیں گے اور اگر مقام سے واقف ہو جائیں تو دوسروں کو بتا دیں گے۔ (غیبت طوسی)

اسی طرح عبداللہ بن جعفر حِمْیَری اور احمد بن اسحاق اشعری یہ دونو حضرات ائمہ علیہم السلام کے بزرگ اصحاب اور برجستہ اور صمیمی شیعوں میں سے تھے ایک دن ان کی ملاقات حضرت امام زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کے پہلے نائب عثمان بن سعید عمری سے ہوئی انہوں نے ان سے پوچھا: آیا آپ نے حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کے جانشین کو دیکھا ہے؟ تو انہوں نے اثبات میں جواب دیا۔ پھر انہوں نے پوچھا کہ: اس کا کیا نام ہے؟ تو ابو عمرو عثمان بن سعید نے نام بتانے سے انکار کر دیا اور کہا: آپ لوگوں پر حرام ہے کہ اس بارے میں کوئی سوال کریں اور یہ بات میں اپنی طرف سے نہیں کہہ رہا کیونکہ میرے پاس کوئی اختیار نہیں ہے کہ میں کسی حلال کو حرام کر دوں یا کسی حرام کو حلال کر دوں بلکہ یہ خود انہی کا حکم ہے

کیونکہ عباسی حکومت یہ سمجھتی ہے کہ امام حسن عسکری علیہ السلام رحلت فرما چکے ہیں اور اپنا کوئی فرزند اپنے پسماندگان میں نہیں چھوڑا ہے اس لیے توان کی وراثت کو کچھ لوگوں میں تقسیم کر دیا ہے یعنی امام کے بھائی جعفر کذاب اور والدہ ماجدہ کے درمیان اور امام علیہ السلام نے بھی اسی چیز کا صبر اور سکوت کے ساتھ مقابلہ کیا ہے اور اب کسی کی جرات نہیں ہے کہ آپ کے خانوادے کے ساتھ کوئی رابطہ قائم کرے یا ان سے کسی قسم کا کوئی سوال پوچھے۔ اور اگر امام علیہ السلام کا نام ظاہر ہو جائیں تو وہ لوگ آپ کے پیچھے پڑ جائیں گے خدا کے لیے آپ ہر گز ہر گز اس طرح کی بحث سے اجتناب کریں۔ (غیبت طوسی ص ۴۱۶۔ ص ۲۱۹)

ابوالقاسم حسین بن روح نوبختی کے زمانہ نیابت میں ان کے رشتہ دار ابو سہل نوبختی کا شمار بزرگ شیعہ علما میں ہوتا تھا کچھ لوگوں نے اس نے پوچھا کہ آپ کا اس عہدہ کے لیے انتخاب نہیں کیا گیا بلکہ ابوالقاسم حسین بن روح کو منتخب کیا گیا ہے تو انہوں نے نہایت ہی کھلے دل سے جواب دیا۔ جن لوگوں نے انہیں اس مقام کے لیے منتخب کیا ہے وہی بہتر سمجھتے ہیں میرا کام مخالفین اور دشمنان اہل بیت کے ساتھ مناظرہ کرنا ہے۔ اگر میں حسین بن روح کی طرح امام کے مقام کو جانتا ہوتا تو شائد مجھ پر اس قدر دباؤ ڈالا جاتا یا تشدد کیا جاتا کہ میں ان کے محل و مقام کو ظاہر کر دیتا۔ لیکن اگر امام علیہ السلام ابوالقاسم کی عبا میں بھی غائب ہو جائیں تو اگر انہیں ٹکڑے ٹکڑے کر دیا جائے تو بھی وہ قطعاً اس راز سے پردہ نہیں اٹھائیں گے (غیبت طبرسی، بحار الانوار مجلسی)

ب۔ وکلا کے درمیان ہم آہنگی

ہم پہلے بتا چکے ہیں کہ امام عصر علیہ السلام کے زمانہ غیبت میں آپ کے وکلاء اور نمائندے شیعوں کے مختلف مرکزی مقامات پر موجود تھے ان میں سے ہر ایک کے پاس مختلف اختیارات بھی تھے اور علاقے بھی تقسیم شدہ تھے اور دسویں اور گیارھویں امام کے زمانے میں اس قبیل کے وکلاء عام طور پر امام علیہ السلام کے مرکزی وکیل کے ذریعے امام علیہ السلام کے ساتھ رابطہ قائم کرتے، اگرچہ براہ راست رابطے کے امکانات بھی موجود تھے لیکن بارہویں امام علیہ السلام کے زمانہ غیبت صغریٰ میں رابطے کے یہ امکانات منقطع ہو گئے۔ لہٰذا آپ کے فروعی اور علاقائی نمائندے کہ جن کے مقامات اور اسماء گرامی ہم پہلے بتا چکے ہیں ان کے لیے ضروری ہو گیا کہ وہ اپنی سرگرمیاں اپنے امام کے خاص نائب کی زیر نگرانی جاری رکھیں اور اپنے خطوط، سوالات، اور شیعوں کے دریافت شدہ شرعی اموال امام غائب عجل اللہ فرجہ الشریف کے اسی خاص نائب کے ذریعہ امام تک پہنچائیں۔ اور جیسا کہ ہم پہلے بھی بتا چکے ہیں کہ ابو جعفر محمد بن عثمان کے دورہ نیابت میں صرف بغداد میں تقریباً دس افراد انہی کے زیر نگرانی اپنی خدمات سرانجام دے رہے تھے۔ (غیبت طوسی ص ۲۲۵)

نائبین خاص مال امام کی وصولی پر کسی کو اس کی رسید نہیں دیا کرتے تھے لیکن شیعہ حضرات، دوسرے وکیلوں کو یہ مال دیتے وقت ان سے وصولی کی رسید طلب کیا کرتے تھے۔ اسی کتاب میں ہے کہ حضرت امام زمان علیہ السلام کے دوسرے نائب محمد بن عثمان عمری کی عمر کے آخری دنوں میں، انہی کے حکم کے مطابق ایک شخص امام علیہ السلام کا مال حسین بن روح کو دیا کرتا تھا اور ان سے رسید کا مطالبہ بھی کیا کرتا تھا اس بارے میں حسین بن روح نے اس کا شکوہ محمد بن عثمان سے کیا تو انہوں نے اس شخص کو کہا کہ ان سے رسید کا کیا مطالبہ نہ کیا جائے جو مال بھی ابوالقاسم یعنی حسین بن روح کو دیا جاتا ہے وہ مجھے مل جاتا ہے۔

ج۔ مال امام کی وصولی اور خرچ

حضرت امام زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کے نائبین خاص میں سے ہر ایک اپنی سفارت اور نیابت کے دوران جو بھی مال امام لوگوں سے وصول کرتے وہ ہر ممکن ذریعے سے حضرت امام علیہ السلام کی خدمت بابرکت میں پہنچا دیا کرتے تھے یا جن مقامات پر امام علیہ السلام نے خرچ

کرنے کا حکم دیا تھا وہیں پر خرچ کرتے تھے۔ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی شہادت کے دنوں میں قم اور ایران کے دوسرے علاقوں کے شیعوں کا ایک وفد سامرآیا اور سامرا ہی میں انہیں امام علیہ السلام کی شہادت کی خبر ملی، ان کے پاس اپنے علاقوں کے شیعوں کا مال امام تھا جو وہ امام کی خدمت میں پیش کرنا چاہتے تھے امام کی شہادت کے بعد انہوں نے امام کے جانشین کے بارے میں بعض لوگوں نے جعفر کذاب کی طرف اشارہ کیا توانہوں نے اپنے معمول کے مطابق جعفر سے اس مال کی نشانیوں اور خصوصیات کے بارے میں سوال کیا تا کہ معلوم ہو کہ اس کے پاس علم امامت ہے یا نہ؟ جب وہ جواب نہ دے سکا تو انہوں نے مال دینے سے انکار کر دیا۔ اور وہ بھی مجبور ہو کر وطن واپس جانے پر آمادہ ہو کر سامرا سے باہر آ گئے۔ سامراء کے باہر امام زمانہ کا قاصد مخفی صورت میں آیا اور انہیں امام زمانہ علیہ السلام کی طرف راہنمائی کی۔ جب وہ امام علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے تو امام نے مال اور رقم کی تفصیل بیان فرمائی۔ تو وہ مال ور قم انہوں نے آپ کے حوالے کر دی۔ اس کے بعد امام علیہ السلام نے فرمایا: آئندہ آپ نے کوئی چیز سامراء لے کر نہیں آنا۔ میں نے بغداد میں ایک شخص کو مقرر کر دیا ہے اس کو دیدیا کرنا، اس کے ذریعے سے توقیع صادر ہو جایا کرے گی۔ (کمال الدین صدوق ص ۴۷۶ تا ص ۴۷۹) اسی عرصے میں امام علیہ السلام نے ''عثمان بن سعید'' کو اپنا نائب خاص بنالیا اور انہوں نے بغداد میں اپنے فرائض انجام دینا شروع کر دیئے۔

فقہی مسائل کے جوابات اور مشکل عقائد کا حل

نواب اربعہ کی فعالیت کا دائرہ فقط انہی امور تک محدود نہیں تھا جو ہم ابھی بیان کر چکے ہیں بلکہ ہر قسم کے فقہی و شرعی مسائل کے جوابات مشکل عقائد کا حل، علمی مقابلے اور مناظرے نیز مخالفین کی طرف سے جو شکوک و شبہات پیدا کئے جاتے تھے کہ جن کے ذریعے شیعوں کے عقائد کو کمزور کرنے اور ان کے افکار کو متزلزل کرنے کی کوشش کی جاتی تھی۔ ان کو دور کرنا بھی ان کے فرائض میں شامل تھا۔ امام علیہ السلام کے یہ نواب خاص اپنے ان مقدس فرائض کو اپنے امام کی تعلیمات اور اپنے بلند علمی سرمائے کی روشنی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے بہترین صورت میں انجام دیا کرتے تھے اور جہاں ایک طرف وجود امام علیہ السلام سے متعلق انکار کے وسوسوں کو مختلف انداز میں دور کرنے کی کوشش کرتے وہاں پر اپنے امام علیہ السلام کے ساتھ مخفی ملاقات میں ان سے اس بارے میں راہنمائی بھی حاصل کرتے، یا پھر امام عالی مقام علیہ السلام کی جانب سے توقیع مبارک صادر ہوتی اور اس میں امام علیہ السلام ایسے شبہات کو دور کرنے میں ان کی مدد فرمایا کرتے۔ (ملاحظہ ہو شیخ صدوق کی کتاب کمال الدین ص ۴۷۶، ۴۷۹۔ ۴۴۰۔ ۴۴۱ غیبت طوسی ص ۱۷۶۔۱۷۷) نیز یہ بھی ہوتا تھا کہ وہ شیعوں کے شرعی اور فقہی سوالات امام عالی مقام کی خدمت میں پیش کر کے انہی سے ان کے جوابات حاصل کرتے اور متعلقہ لوگوں تک پہنچاتے اس بارے میں بطور نمونہ اس توقیع کا نام لیا جاسکتا ہے جو نائب امام محمد بن عثمان عمری کے ذریعے صادر ہوئی جو اسحاق بن یعقوب کے مختلف سوالوں کے جوابات پر مشتمل تھی۔ (اعلام الوریٰ طبرسی ص ۲۵۲۔۲۵۳) اسی طرح ایک اور توقیع مفصل کا نام بھی لیا جاسکتا ہے جو اہل قم کے نمائندے محمد بن عبداللہ بن جعفر حمیری کے سوالوں کے جوابات پر مشتمل تھی۔ (اعلام الوریٰ ص ۲۲۹۔۲۳۶)

ھ۔ جھوٹے مدعیان نیابت کا مقابلہ

اس زمانے میں کچھ لوگوں نے ''غلو'' کا پرچار کرنا شروع کر دیا اور کچھ لوگ حضرت امام زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کی نیابت اور وکالت کے جھوٹے دعوے کرنے لگ گئے لیکن آپ کے چاروں نائبین یا'' نواب اربعہ'' نے ان کا خوب ڈٹ کر مقابلہ کیا اور ان کے مقاصد میں انہیں نا کام بنا دیا۔ جیسا کہ ہم حضرت امام علی نقی علیہ السلام کی سیرت کے ضمن میں بیان کر چکے ہیں کہ کچھ جاہ طلب اور گمراہ کن افراد نے ائمہ اطہار علیہم السلام کے بارے میں بے اساس پروپیگنڈہ کرنا شروع کر دیا کہ نعوذ باللہ وہ ''رب'' ہیں یا اللہ ہیں۔ اس طرح سے وہ معاشرے میں اپنا نام اور مقام

بنا کر لوگوں سے خمس وغیرہ بٹورتے تھے۔ لیکن جہاں اس سے شیعیت بدنام ہو رہی تھی وہاں حضرات ائمہ اطہار علیہم السلام کے لیے بھی مشکلات پیدا ہو رہی تھیں۔ لیکن غیبت صغریٰ کے زمانے میں جہاں پر یہ مسائل تھے وہاں ایک اور نئی مشکل یہ پیدا ہو گئی کہ کچھ ایسے لوگ ظاہر ہو گئے، جو خود کو غلط طریقے سے امام علیہ السلام کا خصوصی نائب یا سفیر کہلانے لگ گئے یعنی حضرت کی خصوصی نیابت یا سفارت کا جھوٹا دعویٰ کرنے لگ گئے۔ اس طرح سے وہ مال امام علیہ السلام میں غلط تصرف کرنے کے علاوہ اور فقہ اور عقائد کے بارے میں بھی گمراہ کن باتیں کرنے لگ گئے۔ اب امام علیہ السلام کے خاص نائبین خود حضرت امام عالی مقام کی ہدایت اور رہنمائی کے مطابق خوب ڈٹ کر اس کا مقابلہ کرتے۔ اور بعض اوقات حضرت امام علیہ السلام کی طرف سے ان کے لعنت پر مبنی توقیع بھی صادر ہو جاتی اور ابو محمد شریعی، محمد بن نصیر نمیری، احمد بن ہلال کرخی، ابو طاہر محمد بن علی بن بلال، حسین بن منصور حلاج اور محمد بن علی شلمغانی اسی ٹولے سے تعلق رکھتے تھے (غیبت طوسی ص ۲۴۴) مناسب معلوم ہوتا ہے کہ یہاں پر قدرے تفصیل سے بات کی جائے کہ:

شلمغانی کون ہے؟

ابو جعفر محمد بن علی المعروف ابن ابی عزاقر، ابتدائی طور پر تو شیعہ علماء میں سے اور برحق مذہب پر تھا اور روایات اہل بیت پر مشتمل کتابیں بھی لکھیں، لیکن جب حضرت امام زمانہ حجت بن الحسن علیہ السلام نے جناب ابو القاسم حسین بن روح کو اپنا نائب خاص منتخب فرمایا تو اس نے ان سے حسد کا مظاہرہ کیا اور مذہب حق سے منحرف ہو گیا۔ اور اپنی زبان سے غلو، حلول اور تناسخ جیسے کفریہ کلمات بیان کرنا شروع کر دیئے۔ جس کی وجہ سے حضرت امام زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کی جانب سے اس کی مذمت اور لعنت پر توقیعات صادر ہوئیں اور یہ صورت حال عباسی خلیفہ "مقتدر" اور اس کے وزیر ابن مقلہ کے دور حکومت میں پیش آئی "ابن مقلہ" نے اس کی اور اس کے پیروکاروں کی گرفتاری کے احکام جاری کر دیئے اور شوال ۳۲۳ ہجری میں اسے گرفتار کر کے قید میں ڈال دیا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس کے دو پیروکاروں "ابن ابی عون" اور ابن عبدوس" کو بھی گرفتار کر لیا۔ ان دونوں صاحبان نے بھرے مجمع میں شلمغانی کے متعلق کہنا شروع کر دیا۔ کہ "یہ خدا ہیں" اور خلیفہ سے بھی ذرہ خوف نہ کیا اسی لیے ان سب کو اسی سال ماہ ذیقعدہ میں پھانسی دیدی گئی اور پھر ان کے لاشوں کو نذر آتش کر دیا۔

شلمغانی نے گمراہ ہونے سے پہلے جو کتاب لکھی اس کا نام "التکلیف" ہے اور مرحوم شیخ مفید نے باب الشہادت میں ایک حدیث کے علاوہ اس کتاب کو نقل کیا ہے ابو القاسم حسین بن روح نے حضرت امام عصر علیہ السلام سے اس کی کتابوں کی حجیت کے بارے میں سوال کیا تو آپ نے فرمایا: اس کی روایات کو لے لو لیکن عقائد سے اجتناب کرو۔ (جامع الرواۃ لغت نامہ دہخدا۔ بحار الانوار ج ۲ ص ۲۵۲)

اسی بنا پر "حسین بن روح" نے اس کے اس قسم کے عقائد کا ڈٹ کر مقابلہ کیا اور انہیں کفر اور الحاد سے تعبیر کیا۔ اور بتایا کہ اس کے غالیانہ عقائد ہوں یا حلول اور تناسخ کا نظریہ سب اسی زمرے میں آتے ہیں اور عیسائیوں کی طرح کے عقائد ہیں جو وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں رکھتے ہیں اس طرح سے اسے تشیع خالص سے دھتکار دیا اور اس کے باطل افکار کو الم نشرح کر کے قوم میں رسوا کر دیا جیسا کہ بتایا جا چکا ہے کہ شلمغانی کی انہی تخریبی کارروائیوں کی وجہ سے ذی الحجہ ۳۱۲ھ میں حضرت امام زمانہ کی طرف سے حسین بن روح کے ذریعہ سے اس کے لئے لعنت اور کفر و ارتداد پر مبنی توقیع صادر ہو گئی، بالآخر خلیفہ مقتدر عباسی کے دور میں شوال ۳۳۲ھ میں ابن مقلہ کے ذریعے اسے اور اس کے پیروکاروں کو تختہ دار پر لٹکانے کے بعد ان کی لاشوں کو نذر آتش کر دیا۔

غیبت کبریٰ کا دور

جیسا کہ ہم پہلے بتا چکے ہیں کہ حضرت امام عصر حجت بن الحسن علیہ السلام کے آخری نائب خاص کی وفات کے بعد غیبت کبریٰ کے دور کا آغاز ہو گیا۔ اور غیبت کبریٰ کے اس دور میں ایسے علماء ہی امام زمانہ کی نیابت کے اہل ہونگے جن میں وہ شرائط پائی جائیں گی جو امام علیہ السلام نے بیان فرمائی ہیں۔ ہم بتا چکے ہیں کہ نیابت خاصہ یہ ہے کہ حضرت امام علیہ السلام کسی خاص شخص کا اس کے نام اور نشانیوں کے ساتھ اپنے نائب ہونے کا تعارف کرائیں لیکن نیابت عامہ یہ ہے کہ امام علیہ السلام کچھ شرائط اور خصوصیات کو بیان فرمائیں کہ جو بھی شخص ان پر پورا اترے گا وہ امام کا عمومی نائب ہو گا، اور دین و دنیا دونوں کے لحاظ سے امام علیہ السلام کی نیابت کا اہل ہو گا۔ اور اس میں کسی خاص زمانے کی شرط نہیں ہے غیبت صغریٰ کے اختتام سے لیکر عصر ظہور تک ایسی شرائط اور خصوصیات کا حامل امام کا نائب اور شیعیان امام کا مرجع اور پیشوا ہو گا۔ حضرات ائمہ اطہار علیہم السلام بالخصوص حضرت حجۃ بن الحسن العسکری عجل اللہ فرجہ الشریف نے بہت سی روایات میں ان شرائط کو بیان فرمایا ہے اور غیبت کبریٰ کے دوران مسلمانوں پر یہ فرض فرمایا ہے کہ ہمارے جن علماء میں یہ شرائط پائی جائیں انہی کی طرف رجوع کریں اور ان کے احکام پر عمل کریں۔ ان روایات میں سے چند ایک کو ہم بھی یہاں پر بیان کرنے کی سعادت حاصل کرتے ہیں۔

۱۔ "عمر بن حنظلہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: " اگر دو شیعہ افراد کے درمیان قرض یا وراثت کے بارے میں اختلاف پیدا ہو جائے اور وہ حکومت وقت اور قاضیوں کی طرف رجوع کریں تو کیا یہ کام جائز ہے؟ یہ سن کر امام علیہ السلام نے فرمایا: جو شخص حق یا باطل کے سلسلے میں ان کی طرف رجوع کرے گا تو در حقیقت وہ "طاغوت" کی طرف رجوع کرے گا اور جو کچھ ان کے فیصلوں کی وجہ سے اسے ملے گا وہ حرام ہو گا خواہ وہ اس کا حق ہی ہو کیونکہ وہ اسے اس نے طاغوت کے حکم سے حاصل کیا ہوتا ہے کہ جس کے متعلق اللہ نے حکم دیا ہے کہ اس کا انکار کریں۔ اور وہ فرماتا ہے (يُرِيدُونَ أَنْ يَتَحَاكَمُوا إِلَى الطَّاغُوتِ وَقَدْ أُمِرُوا أَنْ يَكْفُرُوا بِهِ۔۔۔) (النساء ۶۰) ترجمہ: وہ چاہتے ہیں کہ طاغوت کو اپنے فیصلے کے لیے حاکم بنائیں۔ حالانکہ انہیں حکم یہ دیا گیا ہے کہ طاغوت کا انکار کریں۔ راوی نے پوچھا کہ پھر کیا کریں؟ فرمایا: انہیں یہ دیکھنا چاہیے کہ تم میں سے کون شخص ہماری حدیث کو بیان کرتا ہے اور ہمارے حلال و حرام میں غور و فکر کرتا ہے اور صاحب نظر ہے اور ہمارے احکام و قوانین کو پہچانتا ہے تو تم ایسے ہی شخص کے پاس اپنے مقدمات کو فیصلوں کے لیے لے جایا کرو کیونکہ اسے میں نے ہی تمہارے اوپر حاکم بنایا ہے اگر وہ ہمارے فیصلوں کے مطابق فیصلے کرے لیکن کوئی شخص اس کے فیصلوں کو مسترد کر دے تو وہ خدا کے حکم کو بے وقعت سمجھے گا اور ہمیں مسترد کرے گا "الرَّادُّ عَلَيْنَا كَالرَّادِّ عَلَى اللهِ وَهُوَ عَلَىٰ حَدِّ الشِّرْكِ بِاللهِ" اور ہمیں مسترد کرنے والا ایسا ہے جیسا کہ کوئی خدا کو مسترد کر دیتا ہے اور یہ بات خدا کے ساتھ شرک کرنے کی حد تک ہے۔ (کتاب کافی کلینی جلد اول ص ۶۷ کتاب فضل العلم۔ وسائل الشیعہ حر عاملی جلد ۱۸ باب ۱۱ ص ۹۹) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کا یہ فرمان ایک کلی اور عمومی حیثیت کا حامل ہے جس کا اطلاق تمام ان افراد پر ہو سکتا ہے جن میں شرائط موجود ہوں اور امام جعفر صادق علیہ السلام صرف ایک جزئی اختلاف پر کہ، طاغوتی حکومت کے کسی قاضی کے پاس مقدمہ لے جایا جائے۔ تو وہ اس بات پر ہر گز راضی نہیں ہوں گے کہ مسلمانوں کے تمام امور ظالم حکام کی زیر نگرانی چلائے جائیں بلکہ وہ تو ان امور کو چلانے کے لیے شیعہ عادل فقہاء کی زیر نگرانی چلانے کا حکم دے رہے ہیں۔

۲۔ اسحاق بن یعقوب کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام مہدی علیہ السلام کے دوسرے نائب محمد بن عثمان سے درخواست کی کہ میرا خط امام کی خدمت میں لے جائیں۔ اس خط میں میں نے کچھ مشکل سوالات پوچھے تھے جن کا امام علیہ السلام نے اپنے مبارک ہاتھوں سے جواب تحریر فرمایا جن سے ایک یہ بھی تھا کہ: عصر غیبت میں پیش آنے والے مسائل کے بارے میں ہم کس کی طرف رجوع کریں؟ تو آپ نے لکھا "وَأَمَّا

اَلْحَوَادِثُ الْوَاقِعَةُ فَارْجِعُوا فِيْهَا اِلٰى رُوَاةِ حَدِيْثِنَا فَاِنَّهُمْ حُجَّتِيْ عَلَيْكُمْ وَاَنَا حُجَّةُ اللهِ عَلَيْهِمْ ''جو واقعات رونما ہوں تو تم ہماری حدیث کے راویوں کی طرف رجوع کرو وہ میری طرف سے تم پر حجت ہیں اور میں خدا کی طرف سے ان پر حجت ہوں (اعلام الوریٰ طبرسی ص ۴۵۲، غیبت شیخ طوسی ص ۱۷۷ وسائل الشیعہ حر عاملی جلد ۱۸ ص ۱۰۱۔ احتجاج طبرسی جلد ۲ ص ۱۶۲)

مکتب اہل بیت میں امام زمان کا ذکر

حضرت رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرات ائمہ اطہار علیہم السلام سے کثیر تعداد میں اخبار وروایات حضرت امام مہدی عجل اللہ فرجہ الشریف کی ولادت باسعادت، غیبت، ظہور، عالمی انقلاب اور دوسری بہت سی خصوصیات کے بارے میں نقل ہوئی ہیں مثلاً یہ کہ ان کا تعلق اہلبیت (ع) سے ہوگا۔ اولاد حضرت فاطمہ زہرا سے ہوں گے حسین علیہ السلام کی نسل سے ہوں گے اور ان کے بارے میں یہ پیش گوئی بھی کی گئی ہے کہ وہ اپنے عالمی انقلاب سے زمین کو عدل وانصاف سے ایسے بھر دیں گے جیسا کہ وہ ظلم وجور سے بھر چکی ہوگی۔

اس وقت ہم خداوند عالم کے فضل وکرم سے حضرات ائمہ اطہار علیہم السلام کی طرف سے بیان ہونے والی احادیث کی تعداد کا ایک اجمالی جائزہ ہدیہ قارئین کرنے کی سعادت حاصل کرتے ہیں البتہ بعد میں ان کی پوری تفصیل بیان کریں گے ان شااللہ

۱۔ حضرت امیر المؤمنین علی بن ابیطالب علیہ السلام۔ اکاون (۵۱) حدیثیں
۲۔ حضرت امام حسن علیہ السلام۔ پانچ (۵) حدیثیں
۳۔ حضرت امام حسین علیہ السلام چودہ (۱۴) حدیثیں
۴۔ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام۔ گیارہ (۱۱) حدیثیں
۵۔ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام۔ تریسٹھ (۶۳) حدیثیں
۶۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام۔ ایک سو چوبیس (۱۲۴) حدیثیں
۷۔ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام۔ چھ (۶) حدیثیں
۸ حضرت امام علیہ رضا علیہ السلام۔ انیس (۱۹) حدیثیں
۹۔ حضرت امام محمد تقی علیہ السلام چھ (۶) حدیثیں
۱۰۔ حضرت امام علی نقی ہادی علیہ السلام چھ (حدیثیں)
۱۱۔ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام۔ بائیس (۲۲) حدیثیں

ہم یہاں پر نمونہ کے طور پر چند ایک احادیث کا ذکر کرنے کی سعادت حاصل کرتے ہیں:

۱۔ کتاب دلائل الامامۃ طبرسی ص ۲۴۰ میں ہے کہ حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام فرماتے ہین کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: دنیا کی زندگی اس وقت تک ختم نہیں ہوگی جب تک نسل حسین علیہ السلام سے ایک شخص میری امت کے امور کو اپنے ہاتھ میں نہیں لے گا اور وہ اسے عدل سے ایسے بھر دے گا جیسا کہ وہ اس سے پہلے ظلم وجور سے بھر چکی ہوگی'' حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے اس بارے میں نہج البلاغہ میں بہت سے فرامین موجود ہیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ آپ نے فرمایا: لَتَعْطِفَنَّ الدُّنْيَا عَلَيْنَا بَعْدَ شِمَاسِهَا عَطْفَ الضَّرُوْسِ عَلٰى وَلَدِهَا'' (نہج البلاغہ حکمت ۲۰۹) یہ دنیا منہ زوری دکھانے کے بعد ہماری طرف جھکے گی جس طرح کاٹنے والی اونٹنی اپنے بچے کی طرف جھکتی ہے پھر

آپ نے سورہ قصص کی چھٹی آیت تلاوت فرمائی (وَنُمَكِّنَ لَهُمْ فِي الْأَرْضِ وَنُرِيَ فِرْعَوْنَ وَهَامَانَ وَجُنُودَهُمَا مِنْهُمْ مَا كَانُوا يَحْذَرُونَ) یعنی ہم چاہتے ہیں کہ ان لوگوں پر احسان کریں جنہیں زمین پر کمزور سمجھا گیا ہے اور انہیں پیشوا بنائیں ور زمین کا وارث قرار دیں۔

۲۔ کمال الدین شیخ صدوق جلد ۱ ص ۳۱۸ میں ہے کہ حضرت امام حسین علیہ السلام فرماتے ہیں "اگر دنیاوی زندگی کا صرف ایک دن باقی رہ جائے تو خداوند عالم اسے اس قدر طولانی کر دے گا کہ میری نسل میں سے ایک فرد قیام کرے گا اور وہ دنیا کو عدل وانصاف سے اتنا پر کر دے گا جتنا اس سے پہلے ظلم وجور سے بھر چکی ہو گی اور یہ میں نے خود حضرت رسول خدا سے سنا ہے کہ آپ نے ایسا فرمایا تھا۔

۳۔ شیخ صدوق کمال الدین جلد ۲ ص ۳۷۷ میں اور علامہ مجلسی بحار الانور جلد ۵۱ ص ۱۹۶ میں فرماتے ہیں حضرت امام محمد تقی جواد علیہ السلام نے حضرت شاہ عبد العظیم حسنی سے فرمایا: "ہمارا قائم وہی مہدی منتظر ہے کہ جس کی غیبت کے دوران اس کے ظہور کا انتظار کیا جانا چاہیے۔ اور اس کے ظہور کے زمانے میں اس کی اطاعت کی جانی چاہیے۔ وہ میرا تیسرا بیٹا ہو گا۔ اس خدا کی قسم جس نے حضرت محمد ص کو نبوت سے نوازا اور امامت کو ہمارے خاندان کے ساتھ مخصوص کر دیا اگر دنیا کی زندگی کا صرف ایک دن باقی رہ جائے پھر بھی خداوند عالم اسے اس قدر طولانی کر دے گا کہ امام مہدی علیہ السلام ظہور کریں گے اور زمین کو عدل وانصاف سے اسی طرح پر کر دیں گے جس طرح وہ اس سے پہلے ظلم وجور سے بھر چکی ہو گی۔ خداوند عالم اس کے کام کو ایک رات میں ٹھیک کر دے گا۔ جس طرح حضرت موسیٰ کے کام کو ایک رات میں ٹھیک کر دیا تھا وہ گئے تھے کہ اپنی بیوی بچے کے لیے آگ لے آئیں لیکن نبوت اور رسالت لے کر واپس آ گئے۔ پھر امام علیہ السلام نے فرمایا: ہمارے شیعوں کا بہترین عمل یہ ہے کہ وہ ان کے ظہور اور قیام کا انتظار کریں"

حضرت امام مہدی علیہ السلام کی ولادت سے پہلے آپ کے بارے میں لکھی جانے والی کتابیں

حضرت امام مہدی علیہ السلام کی غیبت اور ظہور کا موضوع اس قدر قطعی اور مسلم ہے کہ اس بارے میں لاتعداد کتابیں لکھی جاچکی ہیں۔ اوران میں سے بعض کی تاریخ تالیف تو حضور سرکار امام زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کی ولادت باسعادت سے بھی کئی سال پہلے کی ہے مثلاً شیخ طبرسی کتاب اعلام الوریٰ ص ۴۴۳۔ ۴۴۴ میں لکھتے ہیں کہ ''حسن بن محبوب زراد'' متوفی ۲۲۴ھ جو مذہب شیعہ کے ایک عظیم و موثق محدثین و مصنفین میں سے ہیں انہوں نے حضرت امام زمانہ علیہ السلام کی غیبت کبریٰ سے ایک سو سال پہلے کتاب لکھی ہے جس کا نام '' المشیخۃ'' ہے جس کا تعلق ان اخبار و روایات سے ہے جو امام زمانہ علیہ السلام کی غیبت کے بارے میں ہیں اسی کتاب کے ص ۴۴۳ میں ہے کہ حضرت امام محمد باقر اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے دور میں شیعہ محدثین نے امام زمان علیہ السلام کی غیبت کے بارے میں کتابیں تحریر فرمائی ہیں اسی طرح ائمہ اطہار علیہم السلام کے اصحاب نے حضرت حجۃ بن الحسن عج کی غیبت اور قیام کے بارے میں کتابیں لکھی ہیں جیسے امام محمد باقر علیہ السلام کے صحابی ابراہیم بن صالح انماطی حسن بن محمد بن سماعہ (جو حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے صحابی ہیں اور محمد بن حسن بن جمہور امام علیہ رضا علیہ السلام کے دوستوں میں سے ہیں۔ علی بن مھزیار جو امام محمد تقی علیہ السلام کے دوستوں میں سے ہیں فضل بن شاذن نیشاپوری جو حضرت امام رضا حضرت امام محمد تقی اور حضرت امام علی نقی علیہم السلام کے شاگردوں میں سے ہیں انہوں نے بھی کتابیں تحریر فرمائی ہیں۔اس کے لیے شیخ طوسی کی کتاب ''الفہرست'' ص ۱۴ نجاشی کی کتاب ''فہرست اسماء مصنفی الشیعہ ص ۳۲ اور دوسری بہت سی کتابوں کا مطالعہ کیا جاسکتا ہے۔

غیبت اور ظہور ________ فریقین کے نزدیک

مکتبِ اہلِ بیت ؑ میں

حضرت امام زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کی غیبت اور ظہور کے بارے میں ہمارے نبی گرامی ،ائمہ معصومین اور سیدہ طاہرہ فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہم اجمعین اپنے زمانے میں پیشین گوئیاں فرما چکے ہیں ، جن روایات میں ان کو ذکر کیا گیا ہے ان کی تعداد سینکڑوں تک جا پہنچتی ہے، چنانچہ شیخ صدوق علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب اکمال الدین کے باب چوبیس سے اڑتالیس تک ص ۲۵۶ تا ۳۸۴ میں نقل فرمایا ہے:

سرکار علامہ مجلسی علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب بحارالانوار کی جلد ۵۱ میں خاص ترتیب کے ساتھ اکمال الدین ، عیون اخبار الرضا، غیبت شیخ طوسی، امالی شیخ طوسی، غیبتِ نعمانی اور بہت سی دوسری معتبر کتابوں سے نقل فرمایا ہے اور اس قسم کی روایات اصول کافی وغیرہ کے علاوہ کئی دوسری معتبر کتابوں کے مختلف ابواب میں درج ہیں، لہٰذا ہم بھی بطور تبرک ان میں سے چند ایک روایات کو یہاں بیان کرنے کا شرف حاصل کرتے ہیں۔

۱۔اکمال الدین جلداول ص ۲۸۰ باب ۲۴ حدیث میں ہے :

''سعید بن جبیر سے روایت ہے کہ حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ:

حضرت رسالت مآب ﷺ نے فرمایا: میرے خلفاء ، اوصیاء اور میرے بعد خلقِ خدا پر اس کی حجتیں بارہ افراد ہوں گے، جن میں سے پہلے میرے بھائی ہیں اور آخری میرے فرزند ہیں''

آپ سے پوچھا گیا : ''یا رسول اللہ ! آپ کے بھائی کون ہیں؟'' فرمایا: ''علی بن ابی طالب ؑ ہیں'' پھر سوال کیا گیا کہ آپ کے فرزند کون ہیں؟'' تو فرمایا: ''مھدی'' جو زمین کو عدل و انصاف سے اسی طرح معمور کر دے گا جس طرح ظلم و

جور ے بھر چکی ہو گی، مجھے اس ذات کی قسم جس نے مجھے برحق نبی بنا کر بھیجا ہے اگر زندگانیٔ دنیا کا صرف ایک دن باقی رہ جائے تو بھی خداوندِ عالم اسے اس قدر طولانی کردے گا کہ اس میں میرا بیٹا ظہور کرے گا، پھر حضرت عیسیٰ روح اللہ آسمان سے اتریں گے اور اس کے پیچھے نماز ادا کریں گے اور زمین اپنے رب کے نور سے چمک اٹھے گی اور اس کی سلطنت مشرق سے لے کر مغرب تک ہو گی۔

۲۔اسی کتاب کی جلد ۲ ص۲۸٦ باب ۲۵ حدیث ایک میں ہے:

جابر جعفی جناب جابر بن عبد اللہ انصاری سے روایت نقل کرتے ہیں کہ حضور رسالت مآب ﷺ نے فرمایا:" مھدی میری اولاد میں سے ہوگا، اس کا نام میرے نام جیسا اور اس کی کنیت میری کنیت جیسی ہوگی، رفتار و گفتار و کردار میں سب لوگوں میں سے مجھ سے زیادہ مشابہ ہو گا، اس کے لئے غیبت کاایک طولانی عرصہ ہوگا جس سے دنیا حیران و سرگردان ہو جائے گی، اس کے بارے میں کئی امتیں گمراہ بھی ہو جائیں گی، پھر وہ شہابِ ثاقب کی مانند ظہور فرمائے گا اور زمین کو اس طرح عدل و انصاف سے بھر دے گا جس طرح وہ ظلم و جور سے بھر چکی ہوگی"

۳۔غیبتِ شیخ طوسیؒ ص۱۱۴ میں ہے:

سعید بن مسیب ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایامیں نے جنابِ رسول خدا ﷺ سے فرماتے سنا کہ:

مھدی میری عترت اور فاطمہ زہرا (ع) کی اولاد میں سے ہوگا۔

۴۔ارشاد شیخ مفید حالاتِ امام قائم علیہ السلام میں ہے:

"قَالَ رَسُولُ اللهِ(ص) لَنْ تَنْقَضِيَ الاَيَّامُ وَاللَّيَالِي حَتّٰى يَبْعَثَ اللهُ رَجُلاً مِنْ اَهْلِ بَيْتِي يُوَاطِئُ اِسْمُهُ اِسْمِي يَمْلَئُهَا عَدْلاً وَقِسْطًا كَمَا مُلِئَتْ ظُلْماً وَجَوْراً"

دنیا جہان کے شب و روز اس وقت ختم نہ ہوں گے جب تک اللہ تعالیٰ میرے اہلِ بیت (ع) سے ایک شخص کا ظہور نہیں کرے گا جس کا نام میرے نام جیسا ہوگا اور وہ زمین کو عدل و انصاف سے اسی طرح بھر دے گا جس طرح ظلم و جور سے بھری ہوگی۔

قارئین یہ توتھیں مکتبِ اہلِ بیتؑ کے ذریعے ہم تک پہنچنے والی چند روایات ، اب دیکھتے ہیں کہ مکتبِ خلفاء کی روایات کیا کہتی ہیں؟چنانچہ:

۱۔سنن ابی داؤد سجستانی جلد۲ ص۴۲۱ کتاب "المہدی" میں بہت سی روایات مذکور ہیں جن میں سے ایک یہ بھی ہے کہ:

"قَالَ رَسُولُ اللهِ(ص) لَوْلَمْ يَبْقَ مِنَ الدُّنْيَا اِلاَّ يَوْمٌ وَاحِدٌ لَطَوَّلَ اللهُ ذَالِكَ الْيَوْمَ حَتّٰى يَبْعَثَ فِيْهِ رَجُلاً مِنِّي يَمْلَأُ الْاَرْضَ قِسْطًا وَعَدْلاً كَمَا مُلِئَتْ ظُلْمًا وَّجَوْرًا" ترجمہ : تقریباً وہی ہے جو بیان ہو چکا ہے۔

۲۔سنن بن ماجہ قزوینی جلد۲ ص۳٦٦ کتاب الفتن باب ۳٦ باب "خروج المھدی" کے بارے میں جہاں اور بہت سی روایات کو درج کیا گیا ہے وہاں پر یہ روایت بھی ہے:

"حَتّٰى يَدْفَعُوهَا اِلٰى رَجُلٍ مِنْ اَهْلِ بَيْتِي فَيَمْلَاُهَا قِسْطًا وَّعَدْلاً كَمَا مَلَؤُهَا ظُلْمًا وَّجَوْرًا"

ایک وقت آئے گا کہ حکام جور، یہ حکومت میرے اہلِ بیتؑ کے ایک شخص کے سپرد کردیں گے اور وہ اس میں عدل و انصاف سے ایسے بھر دے گا جس طرح ان لوگوں نے اسے ظلم و جو ر سے بھر دیا ہوگا۔

''اَلْمَهْدِی مِنَّا اَهْلِ الْبَیْتِ''

مہدیؑ ہم اہلِ بیتؑ ہی سے ہوگا۔

''اَلْمَهْدِیُ مَنْ وُلْدِ فَاطِمه''

مہدی اولادِ فاطمہؑ سے ہوگا۔

۳۔سنن ترمذی جلد۴ ص۵۰۵ کتاب الفتن باب ۵۲ ''ما جاء فی المهدی'' اور باب ۵۳ میں ہے :

''قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَآلِهِ لَوْلَمْ یَبْقَ مِنَ الدُّنْیَا اِلاَّیَوْمٌ وَاحِدٌ لَطَوَّلَ اللهُ ذَالِكَ الْیَومَ حَتّٰی یَلِیَ رَجُلٌ مِّنْ اَهْلِ بَیْتِی یُوَاطِی اِسْمُهُ اِسْمِی''

رسول پاک ﷺ نے فرمایا: اگر دنیا کی زندگی کا ایک دن رہ جائے تو خداوندِ عالم اس دن کو اتنا لمبا کردے گا کہ میرے اہلِ بیت(ع) میں سے ایک شخص اس دنیا کا والی بنے گا جس کا نام میرے نام جیسا ہوگا۔

۴۔حاکم نیشاپوری اپنی کتاب مستدرک جلد۴ ص۵۵۷ کتاب الملاحم والفتن میں اس بارے میں چند روایات کو نقل کرنے کے ساتھ کہتے ہیں کہ یہ احادیث امام محمد بن اسماعیل بخاری اور امام مسلم بن حجاج کہ جن کی صحیح بخاری اور صحیح مسلم ہے کے معیار کے مطابق صحیح ہیں لیکن انہوں نے اپنی کتابوں میں انہیں درج نہیں کیا، ان میں سے ایک یہ حدیث ملاحظہ ہو:

''عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیْ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهُ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَآلِهِ لَاتَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰی تُمْلَاُ الْاَرْضُ ظَلْماً وَجَوْراوَعُدْوَاناً ثُمَّ یَخْرُجُ مِنْ اَهْلِ بَیْتِی مَنْ یَمْلَاُهَا قِسْطًا وَعَدْلاً کَمَا مُلِئَتْ ظُلْماً وَّعُدْوَاناً''

(هٰذَا حَدِیْثٌ صَحِیْحٌ عَلٰی شَرطِ الشَّیْخَیْنِ وَلَمْ یُخْرِجَاهُ) یعنی ابی سعید خدری کہتے ہیں کہ حضرت رسالت مآب ﷺ نے فرمایا: جب تک زمین ظلم و جور اور خدا کی نافرمانی سے نہیں بھر جائے گی اس وقت تک قیامت قائم نہیں ہوگی زمین کے ظلم و جور اور نافرمانی سے بھر جانے کے بعد میرے اہلِ بیتؑ میں سے ایک شخص ظاہر ہوگا جو اسے عدل و انصاف سے اسی طرح بھر دے گا جس طرح وہ ظلم و نافرمانی سے بھر چکی ہوگی۔

یہ حدیث شیخین (امام بخاری اور امام مسلم) کی شرائط کے مطابق صحیح ہے مگر خود انہوں نے اسے اپنی کتابوں میں درج نہیں کیا۔(نوٹ:شاید تعصب مانع ہوگیاہو؟)

اسی طرح یہ بھی ہے کہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جناب رسول خدا ﷺ نے فرمایا وہ شخص ''مہدیؑ'' ہو گا اور اولادِ فاطمہؑ سے ہوگا۔

اسی طرح کی احادیث کو امام احمد بن حنبل نے اپنی کتاب ''مسند احمد بن حنبل'' میں بہت سے مقامات پر درج فرمایا ہے جن میں سے چند ایک جلد ۱ ص۸۴ جلد۳ ص۲۱ سطر آخر ص۲۷ سطر دوم ص۵۳ میں ابو سعید سے مذکور ہیں۔

کنز العمال، حاشیہ مسند احمد بن حنبل جلد۶ ص۲۹ ص۳۰ میں حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے بھی منقول ہیں۔

اسی طرح مکتبِ خلفاء میں سے جن لوگوں نے حضرت امام مھدی عجل اللہ فرجہ الشریف کی ولادت باسعادت کا بڑی صراحت کے ساتھ تذکرہ کیا ہے ان کو صاحبِ کتاب "منتخب الاثر" نے ص۳۲۲ تا ص۳۴۱ میں پینسٹھ (۶۵) علماء کی عبارتوں کو نقل کیا ہے جن میں چند ایک کا نام ہم عرض کئے دیتے ہیں۔

۱۔علامہ ابن حجر مکی اپنی کتاب صواعقِ محرقہ باب ۱۱ ص۲۰۶ میں حضرت امام حسن عسکری علیہ‌السلام کے حالات کے آخر میں لکھتے ہیں:

"آپ کی نسل میں صرف آپ کے ایک فرزند ہیں جو ابوالقاسم محمد الحجت کے نام سے موسوم ہیں اور انہیں قائم (قاسم) بھی کہا جاتا ہے"

۲۔علامہ سبط ابن جوزی اپنی کتاب "تذکرۃ خواص الامۃ" ص۳۲۵ فصل "فی ذکر الحجۃ المہدی" میں فرماتے ہیں:

"...حضرت امام حسن عسکری علیہ‌السلام کی اولاد میں سے صرف محمد بن الحسن بن علی بن محمد... ہیں جن کی کنیت ابو عبد اللہ اور ابوالقاسم ہے، آپ ہی خلفِ حجت، صاحب الزمان، قائم منتظر اور آخری امام ہیں"

۳۔علامہ ابن صباغ مالکی اپنی کتاب فصول المہمہ فصل ۱۲ ص۳۱۰ میں فرماتے ہیں:

"ابوالقاسم محمد حجۃ ابن الخالص ، سرمن رائے میں ۲۵۵ ھ میں ۱۵ شعبان کی رات کو پیدا ہو چکے ہیں آپ کی والدہ ماجدہ ام ولد ہیں جن کا نام نرجس خاتون ہے، محمدالحجت کی کنیت ابوالقاسم اور القاب حجت، مہدی، خلفِ صالح، قائم، منتظر اور صاحب الزمان ہیں، جبکہ مشہور ترین لقب "مہدی" ہے"۔

۴۔حافظ شیخ سلیمان قندوزی اپنی کتاب "ینابیع المودۃ" باب ۸۶ میں اس موضوع پر تفصیل سے روشنی ڈالتے ہیں کہ:

"حضرت امام مھدی علیہ‌السلام ہی مہدی موعود ہیں اور آپ حضرت امام حسن عسکری علیہ‌السلام کے فرزندِ ارجمند ہیں اور اس بارے میں بہت سے علماء تسنن کے اقوال نقل کئے ہیں جن میں سے یہ بھی ہے کہ ابن طلحہ شافعی کتاب "مطالب السوٴل " میں لکھتے ہیں :"هُوَابْنُ اَبِی مُحَمَّدِ الْحَسَنِ الْعَسْكَرِیّ وَمَوْلِدُهٗ بِسَامَرا!ء" حضرت مھدی علیہ‌السلام امام ابو محمد حسن العسکری کے فرزند ہیں جو سامراء میں پیدا ہو چکے ہیں۔

۵۔سید مومن شبلنجی اپنی کتاب "نورالابصار" ص ۱۶۸ میں فرماتے ہیں:

"امام حسن عسکری علیہ‌السلام کی وفات ۸/ربیع الاول ۲۶۰ ھ میں ہوئی، آپ کی اولاد میں سے صرف آپ کے فرزند "محمد" موجود ہیں جن کی والدہ ماجدہ ام ولد بنام نرجس خاتون، یا بقولے "صیقل" اور بقول "سوسن" ہیں، ان کی کنیت ابوالقاسم ہے، امامیہ جنہیں حجت، مہدی، خلفِ صالح، قائم، منتظر اور صاحب الزمان کے القاب سے یاد کرتے ہیں، جبکہ آپ کا مشہور ترین لقب "مھدی" ہے"۔

۶۔شبراوی ،شافعی، اپنی کتاب "الاتحاف" ص۱۷۹ میں کہتے ہیں:

"اَلثَّانِیْ عَشَرَ مِنَ الْاَئِمَّةِ اَبُوالْقَاسِمِ مُحَمَّدٌ وُلِدَ بِسُرَّ مَنْ رَاٰی لَیْلَةُ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ سَنَةَ خَمْسٍ وَ خَمْسِیْنَ مَاٴَتَیْنِ قَبْلَ مَوتِ اَبِیْهِ بِخَمْسِ سِنِیْنَ"

بارہویں امام ابوالقاسم محمد ہیں جو پندرہ شعبان ۲۵۵ ھ کی رات کو اپنے والد کی شہادت سے پانچ سال پہلے پیدا ہوئے ہیں۔

قارئین! ملاحظہ فرمایا آپ نے کہ امام آخر الزمان حضرت مھدی عجل اللہ فرجہ الشریف ہمارے بارہویں امام اور چودھویں معصوم ہیں، علماء فریقین کی تصریحات کے مطابق آپ کی ولادت ۱۵/ شعبان ۲۵۵ھ میں عراق کے شہر سامراء میں اپنے والدِ گرامی حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی شہادت سے پانچ سال پہلے ہو چکی ہے، اولادِ فاطمہ زہرا(ع) سے آپ کا تعلق ہے خدا وندِ عالم کے حکم کے مطابق پردہ غیبت میں ہیں اور جب زمین ظلم و جور سے بھر جائے گی تو بحکمِ خدا ظہور فرمائیں گے اور زمین کو عدل و انصاف سے بھر دیں گے۔

آیئے اب دیکھتے ہیں کہ آپ جب ظہور فرمائیں گے تو قرآن و حدیث کی روشنی میں آپ جو حکومت قائم کریں گے وہ کس قسم کی ہوگی؟ اور غیبت کے اس عرصے میں یعنی آنجناب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ظہور سے پہلے ہماری کیا ذمہ داری بنتی ہے کہ ہمارا جن سے عہدہ برآہونا ضروری ہے۔

عصرِ غیبت میں ہماری ذمہ داریاں

اس موضوع پر گفتگو سے پہلے یہ بتاتے چلیں کہ ہم کس امام العصر ، صاحب الزمان ، ولی اللہ الاعظم کے انتظار میں ہیں؟

ہمیں ایسے صاحب الامر کا انتظار ہے جس سے ہماری زندگی کا کوئی گوشہ مخفی نہیں ، اور نہ ہی ہمارا کوئی چھوٹا بڑا عمل اس کی نگاہوں سے پوشیدہ ہے۔

ہم ایسے صاحب الامر کے منتظر ہیں جس کے حضور ہمارے اعمال ہر روز ہر ہفتے ہر مہینے اور ہر سال پیش کئے جاتے ہیں۔

ہم ایسے امام عصرؑ کے سراپا انتظار ہیں جو ہمارے اچھے اعمال پر خوش ہو کر دعا دیتے ہیں۔

ہم ایسے امامِ منتظر کے منتظِر ہیں، جو ہمارے برے اعمال پر رو دیتے ہیں اور اس سے انہیں دلی صدمہ ہوتا ہے۔

ہمارے منتظر امامؑ وہ ہیں جن کی وجہ سے ہمارے اعمال کو شرفِ قبول حاصل ہوتا ہے۔

ہم اس امامؑ کے منتظر ہیں،جن کے سامنے دنیا کی تمام سپر طاقتیں سرنگوں ہوں گی۔

ہمارے وہ امام منتظر ہیں، جو لحہ بھر کے لئے بھی ہماری یاد سے غافل نہیں۔

ہم ایسے صاحب الامر کے منتظر ہیں جو ایک دن ظہور فرماکر ایسا انقلاب برپا کریں گے کہ ظالموں اور ستمگاروں کے تخت و تاج کو اپنے ایک پاؤں کی ٹھوکر سے ایسے نیست و نابود کردیں گے گویا کہ ان کا وجود ہی نہیں تھا اور ایک ایسی دنیا آباد کریں گے جو ہر قسم کے ظالمانہ و جابرانہ تسلط سے آزاد ہوگی، جس میں حق کا بول بالا ہوگا اور باطل کا منہ کالا ہوگا۔

ہمیں کیا کرنا چاہئے؟

غیبت کے اس دور میں ہمیں چارکام کرنے چاہئیں:

۱۔امامِ زمانہ کی معرفت حاصل کر کے ان کے ساتھ اپنی محبت کے رشتے استوار کرنے چاہئیں، خلوصِ قلب کے ساتھ ایسی محبت جو ولایتِ امام عصر(ع) کا موجب بنے اور ولایت کو اپنا کر ان سے عہدِ وفا استوار کریں اور اس عہد کو عملی جامہ پہنا کر اطاعتِ امام کا فریضہ ادا کریں، انشاء اللہ

اب ہم ان چیزوں پر قدرے تفصیل کے ساتھ روشنی ڈالتے ہیں، چنانچہ ہمارا سب سے پہلا موضوع گفتگو ہے:

۱۔معرفت امام (ع)

اس سلسلے میں وسائل الشیعہ جلد ۱۸ ص۴۵ میں ہےامام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:

"اِنَّمَا کُلِّفَ النَّاسُ ثَلٰثَةً مَعْرِفَةَ الْاَئِمَّةِ وَالتَّسْلِیْمِ لَهُمْ فِیْمَا وَرَدَ وَالرَّدِّ اِلَیْهِمْ فِیْمَا اخْتَلَفُوْا فِیْهِ"

لوگوں پر تین باتو ں کی پابندی لازمی ہے :

۱۔ائمہ (ع) کی معرفت ۲۔ان کے حکم کے آگے سر تسلیم خم کرنا ۳۔جن امو رمیں وہ آپس میں اختلاف کرتے ہیں ان کو ائمہ کے حضور پیش کر کے ان سے فیصلہ لینا۔

بحارالانوار جلد۲۷ ص۱۳۵ میں ہے کہ:

"مَنْ شَكَّ فِیْ اَرْبَعَةٍ فَقَدْ كَفَرَ بِجَمِیْعِ مَا اَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ، اَحَدُهَا مَعْرِفَةُ الْاِمَامِ(ع) فِیْ كُلِّ زَمَانٍ وَاَوَانٍ بِشَخْصِهٖ وَنَعْتِهٖ"

جو شخص چار چیزوں کے بارے میں شک کرے گا گویا وہ ان تمام چیزوں کا منکر ہوگا جنھیں اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا ہے، ان چار میں سے ایک ہر زمانے میں اپنے امام کی معرفت ہے اور اس کے صفات کے ساتھ معرفت ضروری ہے۔

بحارالانوار جلد ۲۳ ص۳۰۰ میں حضور اکرم ﷺ کی مشہور حدیث ہے کہ:

"مَنْ مَّاتَ وَلَمْ یَعْرِفْ اِمَامَ زَمَانِهٖ مَاتَ مِیْتَةً جَاهِلِیَّةً"

جو اپنے زمانے کے امامؑ کی معرفت کے بغیر مر گیا وہ جاہلیت کے دور کی موت مرا(اسلام پر اس کی موت نہیں ہوئی)

اسی طرح مفاتیح الجنان میں امام زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کے زمانہ غیبت کی یہ دعا پڑھتے ہیں جو بحارالانوار جلد۵۲ ص۱۴۶ میں ہے کہ:

"اَللّٰهُمَّ عَرِّفْنِیْ حُجَّتَكَ فَاِنَّكَ اِنْ لَمْ تُعَرِّفْنِیْ حُجَّتَكَ ضَلَلْتُ عَنْ دِیْنِیْ"

بارالٰہا! تو مجھے اپنی حجت کی معرفت کرا ورنہ میں اپنے دین سے گمراہ ہو جاؤں گا۔

اسی طرح مفاتیح الجنان میں ہے کہ ہم امام زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف سے یوں مخاطب ہوکر ان کے حضور اپنے سلام کا نذرانہ پیش کرتے ہیں:

"اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا سَبِیْلَ اللّٰهِ الَّذِیْ مَنْ سَلَكَ غَیْرَهٗ هَلَكَ"

آپ پر سلام ہو اے اللہ کا وہ راستہ کہ جس کو چھوڑ کر کوئی اور راہِ فرار اختیار کر نے والا ہلاک ہو جاتا ہے۔

چنانچہ جو لوگ اپنے امام کی عظمت اور معرفت کا اس طرح احساس کرتے ہیں وہی حضرات ہی اپنے امام کی محبت ، ولایت اور اطاعت کا شرف حاصل کرسکتے ہیں اور وہی لوگ ہی زیارتِ جامعہ کے یہ الفاظ کہنے کا حق رکھتے ہیں:

"فَمَعَكُمْ مَعَكُمْ لَا مَعَ غَیْرِكُمْ"

میں آپ کے ساتھ ہوں، آپ کے غیروں کے ساتھ نہیں ہوں، اس لئے کہ "مصباح المتہجد" ص۳۶۱ کے مطابق یہ سمجھتے ہیں کہ:

"اَلْمُتَقَدِّمُ لَهُمْ مَارِقٌ، وَالْمُتَاَخِّرُ عَنْهُمْ زَاهِقٌ"

جو ان سے آگے بڑھنے کی کوشش کرے گا وہ دین سے خارج ہو جائے گا اور جو پیچھے رہ جائے گا وہ تباہ و برباد اور فنا ہو جائے گا، یہ ہے معرفت کا فائدہ۔

۲۔ محبت

معرفت کے تسلسل کا نام "محبت" ہے، کیونکہ جب انسان یہ سمجھ لیتا ہے کہ امام کا وجود ضروری ہے اور ہم سب کو اس کی ضرورت ہے اور جب اسے اس کی ولایت کے حق کی معرفت حاصل ہو جائے گی تو اس کی محبت اس کے دل میں جاگزین ہو جائے گی، اسلئے کہ "مستدرک الوسائل" جلد۱۲ ص۱۴۸ بحارالانوار جلد۶۷ ص۲۲ کے مطابق:

"اَلْحُبُّ فَرْعُ الْمَعْرِفَةِ"

محبت نتیجہ ہے معرفت کا، معرفت اصل ہے اور محبت اُس کی فرع یا پھل، یا بحارالانوار جلد۷۵ کے طابق معصومؑ فرماتے ہیں:

"مَنْ عَرَفَ حَقَّنَا اَحَبَّنَا......"

جسے ہمارے حق کی معرفت ہو جاتی ہے وہ ہم سے محبت کرتا ہے اور اس معرفت کے بغیر محبت کبھی پائیدار نہیں ہو سکتی اور اسے دوام حاصل نہیں ہوتا اور محبت بھی وہ جو آیہ مودۃ ۲۳ سورہ شوریٰ کے مطابق اجر رسالت ہے ارشاد ہوتا ہے:

"قُلْ لَّآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى"

پیغمبر کہہ دیجئے کہ میں تم سے رسالت کا اجر اس کے سوا اور کچھ نہیں مانگتا کہ میرے قریبیوں کے ساتھ محبت کرو۔

اس محبت میں جو چیز اضافے اور ترقی کا موجب ہے وہ یہ کہ محبت کا یہ سفر یک طرفہ نہیں بلکہ دو رویہ اور فریقینی ہے، یعنی صرف یہ نہیں کہ میں ہی امامؑ کے ساتھ محبت کرو ں اور امام ہمارے ساتھ محبت نہ کریں،نہ! بلکہ امامؑ ہم سے زیادہ ہم پر مہربان ہیں، کیونکہ امام کے ساتھ ہماری محبت ایک انسانی غریزہ کے تحت محدود ہے، جبکہ امامؑ کی ہم سے محبت الٰہی اور غیر محدود ہے، اسی لئے بحارالانوار جلد۴۷ ص۷۸ میں ہے کہ: امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

"وَاللهِ لَاَنَا اَرْحَمُ بِكُمْ بَيْنَكُمْ بِاَنْفُسِكُمْ"

خدا کی قسم میں تو تم پر تمہاری اپنی ذات کی نسبت زیادہ مہربان ہوں۔

وہ تو ہماری خوشی میں خوش اور ہمارے غم میں غمگیں ہوتے ہیں کیونکہ بصائر الدرجات ص۲۶۰ میں ہے کہ حضرت امیرالمومنین علیہ السلام فرماتے ہیں:

"اِنَّا لَنَفْرَحُ لِفَرَحِكُمْ وَنَحْزَنُ لِحُزْنِكُمْ"

بحارالانوار جلد ۶۵ ص ۱۶۸ حضرت امام رضا علیہ السلام فرماتے ہیں:

"وَمَا مِنْ اَحَدٍ مِّنْ شِيْعَتِنَا يَمْرَضُ اِلَّا مَرِضْنَا لِمَرَضِهٖ وَلَا اغْتَمَّ اِلَّا اغْتَمَمْنَا لِغَمِّهٖ وَلَا يَفْرَحُ اِلَّا فَرِحْنَا لِفَرَحِهٖ"

ہمارے شیعوں میں سے جو بھی مریض ہوتا ہے تو ہم بھی اس کی وجہ سے بیمار ہو جاتے ہیں اور جو غمگیں ہوتا ہے تو ہم بھی غمگیں ہوجاتے ہیں، جو شخص خوش ہوتا ہے تو ہم بھی خوش ہوتے ہیں ،زمین میں مشرق سے لے کر مغرب تک ان میں سے کوئی بھی ہماری نظروں سے پوشیدہ نہیں ہوتا۔

اصول کافی جلدا ص۲۱۹ میں ہے کہ: ایک مرتبہ حضرت امام رضا علیہ‌السلام کے کسی دوست اور حبدار نے آپ سے درخواست کی آپ اس کے لئے اور اہلِ خاندان کے لئے دعا فرمائیں تو امامؑ نے فرمایا:

''أَوَلَسْتُ أَفْعَلُ؟'' کیا میں ایسانہیں کرتا؟

بصائر الدرجات ص۲۶۰ میں ہے حضرت امیرالمومنین علیہ‌السلام فرماتے ہیں: ''ہم تمہارے لئے دعا کرتے ہیں اور جب تم دعا مانگتے ہو تو ہم آمین کہتے ہیں''

قارئین! یہ توہے حضرت ولی عصر (عجّل اللہ فرجہ الشریف) کے آباؤ اجداد کا ہمارے بارے میں محبت کا انداز، آیئے دیکھتے ہیں کہ خود ہمارے امام زمانہ حضرت ولی عصر عجّل اللہ فرجہ الشریف کا ہمارے متعلق اندازِ محبت اور یادآوری کیسی ہے؟چنانچہ بحارالانوار جلد ۵۳ ص۳۰۲ ، النجم الثاقب ص۴۵۵ میں سید بن طاؤس سے نقل کیا گیا ہے کہ فرماتے ہیں:

''میں ایک سحر کے وقت حضرت امام زمانہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سرداب مقدس میں تھا کہ میرے کانوں سے اپنے بارہویں امامؑ کی آواز ٹکرائی جب میں نے غور سے سنا تو آپ اپنے شیعوں کے بارے میں دعا مانگ رہے تھے :

''اَللّٰهُمَّ اِنَّ شِيْعَتَنَا خُلِقَتْ مِنْ شُعَاعِ اَنْوَارِنَا وَبَقِيَّةِ طِيْنَتِنَا، وَقَدْ فَعَلُوْا ذُنُوْبًا كَثِيْرَةً اِتِّكَالاً عَلٰى حُبِّنَا وَوِلَايَتِنَا فَاِنْ كَانَتْ ذُنُوْبُهُمْ بَيْنَكَ وَبَيْنَهُمْ فَاصْفَحْ عَنْهُمْ فَقَدْ رَضِيْنَا وَمَا كَانَ مِنْهَا فِيْمَا بَيْنَهُمْ فَاَصْلِحْ بَيْنَهُمْ وَقَاصِ بِهَا عَنْ خُمْسِنَا، وَاَدْخِلْهُمُ الْجَنَّةَ، وَاَخْرِجْهُمْ عَنِ النَّارِ وَلَا تَجْمَعْ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ اَعْدَائِنَا فِيْ سَخَطِكَ''

بارِلٰہا! ہمارے شیعہ ہمارے نور کی شعاعوں سے اور ہماری باقیماندہ طینت سے خلق ہوئے ہیں،، بڑے ہی گناہ گار ہیں، ہماری محبت اور ولایت پر ہوتے ہوئے گناہوں کے مرتکب ہوئے ہیں اگر گناہوں کا تعلق تیری ذات سے ہے تو تُو ان سے در گذر فرما اور ہم بھی ان سے راضی ہیں، اور اگر ایسے گناہ ہیں جو ان کے آپس سے تعلق رکھتے ہیں ، تو خود ہی ان کے درمیان اصلاح فرمااور ان کو راضی فرما اور انہیں بہشت میں داخل کردے، انہیں جہنم کی آگ سے دور رکھ، ان کو ہمارے دشمنوں کے غیظ و غضب میں اکٹھا نہ کر۔

جی ہاں! ایسے عشق اور محبت کی یہ چمک ہے کہ جو کسی کو اپنے امام سے دعا کرنے اور عشق و محبت کرنے پر آمادہ کرتی ہے اور یہ اپنے امام سے ایسا تعلق اور پیوندہے جو زیادہ سے زیادہ مضبوط اور مستحکم ہوجاتا ہے۔

۳۔ولایت

جب ہم اپنے امام کی معرفت حاصل کرلینے کے بعد اس کے ساتھ محبت کرتے ہیں تو اس سے ہم اس کی ''ولایت'' تک جا پہنچتے ہیں، ولایت بمعنی محبت کے نہیں بلکہ ولایت بمعنی سرپرستی کے اپنے امور میں اس کے حکم کو فائق جاننے اور امامت و پیشوائی کے حق رکھنے کے معنی ہیں امام کو فرد اور معاشرے کا حاکم اور سرپرست ماننے کے، اپنے افکار اور احساس پر حکمران تسلیم کرنے کے،اپنے گھر میں، اپنے مادرِ علمی میں، اپنے کاروبار ی مراکز میں اپنے محکموں اور دفاتر میں، اپنی زندگی کے ہرہر مرحلے میں، ہر ہر قدم میں اسے اپنا حاکم اور سرپرست ماننے میں اوریہی ماننا ولایت کہلاتا ہے۔

یہ ولایت ہی تو ہے جو دین کا رکنِ رکین ہے، اس کی اساس و بنیاد ہے، دین کے تمام پہلوؤں کا احاطہ کئے ہوئے ہے اور دینِ اسلام میں جس قدر اس "اصل" کی طرف دعوت دی گئی ہے اور اس کی تاکیدی سفارش کی گئی ہے اسی قدر کسی اور کی نہیں، چنانچہ اصولِ کافی جلد۲ ص۱۸ میں فرمانِ معصوم(ع) ہے:

"بُنِیَ الْاِسْلَامُ عَلٰی خَمْسَةِ اَشْیَاءَ: عَلَی الصَّلٰوةِ وَالزَّکٰوةِ وَالْحَجِّ وَالصَّوْمِ وَالْوِلَایَةِ"

یعنی اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر رکھی گئی ہے نماز،زکوٰۃ ،حج اور ولایت پر، وسائل الشیعہ جلد۱ ص۷ میں ہے:

"وَلَمْ یُنَادَ بِشَیْءٍ کَمَا نُوْدِیَ بِالْوِلَایَةِ"

جتنا ولایت کی دعوت دی گئی ہے اور اس کی تاکید کی گئی ہے اتنا کسی اور چیز کی نہیں ۔

اصولِ کافی جلد۲ ص۱۸ میں اس افضلیت اور اولویت کی وجہ بھی بتائی گئی ہے ارشاد ہوتا ہے:

"اَلْوِلَایَةُ اَفْضَلُ لِاَنَّهَا مِفْتَاحُهُنَّ، وَالْوَالِیْ هُوَ الدَّلِیْلُ عَلَیْهِنَّ"

ولایت اس لئے افضل ہے کیونکہ یہ ان سب کی چابی ہے اور والی___امام___ان چیزوں کی رہنمائی فرماتا ہے۔

یہ وہ ولایت ہے جو صرف مالکِ اشترؒ، سلمان فارسی، مقداد اور ابوذر جیسی شخصیتوں میں ملتی ہے، یزید اور یزید کے کردار میں نہیں۔

کیونکہ یہ وہ ولایت ہے جس کا برداشت کرنا بہت مشکل ہے اور یہ عشق، ایمان اور امتحان کے بغیر حاصل نہیں ہوتی، جیسا کہ

بحارالانوار جلد۲ ص۷۱ میں معصوم کا ارشادِ گرامی ہے:

"اِنَّ اَمْرَنَا صَعْبٌ مُسْتَصْعَبٌ لَا یَحْتَمِلُهُ اِلَّا مَلَكٌ مُقَرَّبٌ اَوْ نَبِیٌّ مُرْسَلٌ اَوْ عَبْدٌ مُؤْمِنٌ اِمْتَحَنَ اللهُ قَلْبَهُ لِلْاِیْمَانِ"

ہماراامر ولایت بہت ہی مشکل اور سخت ہے جس کے یا تو مقرب بار گاہِ الٰہی فرشتے یا نبی مرسل یا وہ مومن متحمل ہو سکتے ہیں جن کے دلوں کا خدا نے امتحان لے لیا ہو۔

یہی وجہ ہے کہ" وسائل الشیعہ" جلد۱۸ ص۲۴ میں ہے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:

"اَمَا لَوْ اَنَّ رَجُلاً قَامَ لَیْلَهُ وَصَامَ نَهَارَهُ وَتَصَدَّقَ بِجَمِیْعِ مَالِهِ وَحَجَّ جَمِیْعَ دَهْرِهِ وَلَمْ یَعْرِفْ وِلَایَةَ وَلِیِّ اللهِ فَیُوَالِیَهُ وَیَکُوْنُ جَمِیْعُ اَعْمَالِهِ بِدَلَالَتِهِ اِلَیْهِ مَاکَانَ لَهُ عَلَی اللهِ حَقٌّ فِیْ ثَوَابِهِ وَلَا کَانَ مِنْ اَهْلِ الْاِیْمَانِ"

یعنی اگر کوئی شخص تمام راتیں جاگ کر نمازیں پڑھتے گزاردے تمام دن روزے سے رہے اپنے تمام مال کو راہِ خدا میں صدقہ دیدے، ساری زندگی حج کرتا رہے مگر اپنے زمانے کے ولی خدا کو نہ پہچانے اور اپنے اعمال میں اس کی زیر سرپرستی و ولایت انجام نہ دے، اسے اس کے اعمال کوئی فائدہ نہیں پہنچائیں گے اور نہ ہی وہ اہلِ ایمان لوگوں میں شمار ہوگا، لٰہذا صرف اور صرف اسی کی سرپرستی اور ولایت کو تسلیم کرتے ہوئے اپنے تمام اعمال انجام دینے چاہئیں۔

اسی لئے سرکارِ ولایت مآب حضرت امام زمانہ عجّل اللہ فرجہ الشریف کی امامت اور ولایت کو تسلیم کرنے والے مفاتیح الجنان میں موجود حضرت کی زیارت کے سلسلے میں آپ کی بارگاہِ ملکوتی میں عرض کرتے ہیں:

"رَضِیْتُكَ یَا مَوْلَایَ اِمَامًا وَهَادِیًا وَوَلِیًّا وَمُرْشِدًا لَا اَبْتَغِیْ بِكَ بَدَلًا وَلَا اَتَّخِذُ مِنْ دُوْنِكَ وَلِیًّا"

اے میرے مولا! میں اس بات پر راضی ہوں کہ آپ میرے امام، ہادی، ولی ، مرشد اور راہنما ہیں، آپ کے بجائے مجھے کسی اور کی کوئی ضرورت نہیں اور نہ ہی آپ کو چھوڑ کر کسی اور کو اپنا سرپرست اور ولی ماننے کو تیار ہوں۔

حقیقت یہ ہے کہ جن لوگوں نے اپنی نفسانی خواہشات اور امید و آرزووں کو اپنے اوپر حاکم مقرر کر رکھا ہے وہ قطعاً معرفت اور محبت سے بہرہ مند نہیں ہو سکتے اور جو کڑی آزمائشوں اور امتحانی مراحل سے نہیں گزرے وہ امام زمانہ کی ولایت اور حکومت کے متحمل نہیں ہو سکتے۔

مرحوم استاد آیت اللہ علی صفائی حائری کتاب صراط کے ص۴۸ میں لکھتے ہیں اور فاضل قزوینی کی کتاب "معدن الاسرار" جلد۳ ص ۹۵ میں ہے:

یہ اس زمانے کی بات ہے کہ جب "نجف اشرف" ایک مختصر سا شہر تھا جس میں نمکین پانی اور غضب کی گرمی کے سوا کچھ نہیں تھا، اس وقت نجفِ اشرف مکمل طور پر عابدوں ، زاہدوں، دنیا سے بے نیاز لوگوں کا شہر تھا، ایک مرتبہ ان عابدوں اور زاہدوں کا ایک ٹولہ سر جوڑ کر بیٹھا اور اس بات پر تبادلہ خیال کرنے لگا کہ:

"آخر کیا وجہ ہے کہ امام علیہ‌السلام اب بھی ظہور نہیں فرماتے حالانکہ ہم حضور علیہ‌السلام کے اعوان و انصار کی مقررہ تعداد کے برابر ہیں اور آپ کے فرمان پر لبیک کہنے کے لئے کمر بستہ ہیں اور صبح و شام آپ کے ظہور کی دعائیں بھی کر رہے ہیں "العجل، العجل" کے نعرے بھی لگا رہے ہیں، مگر حضور ہیں کہ تشریف نہیں لاتے ، آخر کیوں؟"

یہ بات رفتہ رفتہ عام ہونے لگی لوگوں کے ذہنوں کو بھی اپنی طرف متوجہ کرنے لگی اور ہر شخص کا ذہن اس جواب کے حاصل کرنے کے لئے بے تاب تھا، آخر کا رانہوں نے فیصلہ کیا کہ کچھ لوگوں کو اس سوال کے جواب کے حصول کے لئے منتخب کیاجائے اوروہ اس سوال کا جواب حاصل کریں، انہوں نے ایسا ہی کیا اور اپنے میں سے منتخب شخص کو اس مقصد کے لئے روانہ کیا۔

جونہی وہ شخص قلعہ سے باہر نکلا اور وادی السلام پہنچا، تو وادی کے کنارے خواب یا مکاشفہ کی حالت میں دیکھا کہ ایک شہر میں پہنچ چکا ہے دریافت کرنے پر اسے معلوم ہوا کہ یہ امام زمانہ علیہ‌السلام کا شہر ہے، اس کے دل میں امامؑ کی زیارت کی تڑپ اس قدر موجزن ہوئی کہ اس نے خود کو بھی فراموش کردیا۔

دروازے پر پہنچا مگر اندر جانے سے روک دیا گیا، پریشانی بڑھی بتایا گیا جب تک مولا سے اجازت نہیں ملے گی اندر نہیں جاسکتے ، اب وہ دل ہی دل میں سوچنے لگا کہ اگر اجازت نہ ملی تو کیا ہوگا؟ اسی شش و پنج میں تھا ہی کہ حکم ہوا کہ اندر آجاؤ"

امامؑ کی خدمت میں باریابی کی اجازت مانگی، اجازت مل گئی، خدمت میں حاضری دی، باتیں ہوئیں، شکوے شکایت کہ قبلہ! ہم حضور کے ظہور کی دعائیں مانگ مانگ کر تھک گئے ، ہمارے عشق و اشتیاق کا امتحان کب ختم ہوگا؟ حضور تشریف لائیے دنیا کو عدل و انصاف سے معمور فرمائیں۔امام عالیمقامؑ نے اظہارِ مسرت فرمایا، تسلی دی، فرمایا ہمارا ظہور قریب ہے"چنانچہ اسے ایک گھرکے کمرے میں ٹھہرایا گیا اور خوشخبری دی گئی کہ اسی گھر میں ظہور کا انتظار کرو، جونہی بلاوا آئے فوراً امام کی خدمت میں پہنچ جاؤ"

جس گھر میں اسے ٹھہرایا گیا تھا اسی میں اس کی شادی کا بندوبست کیا گیا، ایک حور سی عورت کااس سے ازدواج بھی کردیا گیا۔

اسے دیکھتے ہی وہ اس پر فریفتہ ہو گیا کہ حضور کا ظہور و انتظار غرض سب کچھ بھلا بیٹھا، ابھی اس سے صرف ملاقات ہی ہوئی تھی اور حقوقِ زوجیت ادا نہیں ہوئے تھے کہ اچانک شہر میں شور سا برپا ہو گیا، دق الباب ہوا کہ سرکار باہر تشریف لائیے کہ امامؑ کا ظہور ہوگیاہے۔

ادھر ظہور کی خبر اور بلاوا، ادھر شوقِ وصال!! اب کیا کیا جائے؟ دروازے پر آگیا اورسنا کہ :"امام بلارہے ہیں!" کہا: "آیا، ابھی آیا!!" گھر اندر آگیا کہ شوقِ وصال کو پورا کرے، مگر دروازے پر پھر دستک ہوئی، دوازہ پیٹا گیا، جلدی کروبھائی! امامؑ تمہارے انتظار میں ہیں، جلدی آؤ!"

اس نے وہیں پرزور سے چلا کر کہا: امامؑ وقت کو نہیں جانتے کیا؟ تم چلو! میں آرہاہوں، ابھی کہا ہے کہ جاؤ میں آرہاہوں!!" یہ کہا ہی تھا کہ خودکو وادی السلام کے اندر قلعہ کے قریب کھڑا موجود پایا...اور بس"

اس سے جو ہمیں سبق ملتا ہے وہ یہ کہ خالی نعرے لگانے اور شور مچانے اور معنویت اور خلوص سےعاری دعائیں مانگنے سے کچھ نہیں بنتا جب تک کہ خود ان کے بتائے ہوئے اصولوں کو اپنا کر ان کے فرامین کی پابندی نہ کی جائے، جیسا کہ ہم آگے چل کر اسی پر روشنی ڈالیں گے۔

۴۔عہد و پیماں

جیسا کہ بتایا جا چکا ہے کہ امامؑ کی معرفت، اس کی محبت اور ولایت مل کر امام کے ساتھ عہد و پیمان اور عقدِ بیعت کے منعقد کرنے کا موجب ہوتے ہیں، اس لئے کہ جب تک اپنے اوپر ذمہ داری عائد نہ کی جائے اور عہد و پیمان باندھ کر اس کی پاسداری نہ کی جائے اس وقت تک امام ؑ سے عشق و محبت اور ولایت کا دعویٰ جھوٹا ہوگا اور خود غرضی کے سوا کچھ نہ ہوگا، اس لئے کہ

عشق آسان نمود اول ولی افتاد مشکل ہا

یہ شہادت گاہِ الفت میں قدم رکھنا ہے لوگ آسان سمجھتے ہیں مسلماں ہونا

عشق و محبت کی راہوں میں تن من دھن غرض سب کچھ سے ہاتھ دھونا پڑتا ہے،

جیسا کہ کتاب "التحقیق فی کلمات القرآن الکریم" ص ۳۶ میں "عہد" کی تعریف یوں کی گئی ہے :"اَلْعَهْدُ هُوَالْاِلْتِزَامُ خَاصٌ فِيْ مُقَابِلِ شَخْصٍ اَوْاَمْرٍ" کسی شخص یا کام کے مقابلے میں اپنے اوپر خصوصی ذمہ داریوں کو پورا کرنے کی پابندی کا نام "عہد" ہے، اس سے یہ ثابت ہوتا ہے ہمارے امامؑ کی طرف سے ہمارے اوپر جو فرائض عائد ہوتے ہیں ہم انہیں صدق ِدل سے قبول کر کے ان کی بجاآوری اپنے ذمہ لے لیں۔

اعمال کی مشہور کتابوں خاص کر "مفاتیح الجنان"میں حضرت امام زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کی دعائے عہد جو ہم روزانہ صبح کے وقت پڑھتے ہیں اس کے الفاظ ہیں:

"اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اُجَدِّدُ لَهُ فِيْ صَبِيْحَةِ يَوْمِيْ هٰذَا وَمَاعِشْتُ مِنْ اَيَّامِيْ عَهْدًا وَعَقْدًا وَبَيْعَةً لَهُ فِيْ عُنُقِيْ"

بارالٰہا! میں اپنے امامؑ کے لئے آج کی صبح اور جب تک میں زندہ ہوں تازہ کرتا ہوں ان کے لئے یہ عہد و پیمان یہ عقد و بندھن اور ان کی یہ بیعت جو میری گردن پر ہے۔

اسی لئے عہد کو اپنے تمام اسباب و وسائل کے ساتھ مستحکم کریں اور آخر میں آپ کے دستِ حق پرست پر بیعت کر کے اپنا تن من دھن ان کے اختیار میں دے دیں اب آگے ان کی مرضی جدھر کو چلائیں یا چلنے کا حکم دیں ان کی بلا چون و چرا اطاعت کریں۔عہد، عقد اور بیعت تین الگ الگ مرتبے ہیں لیکن ان سب کی حقیقت ایک ہے صرف کمی اور بیشی میں کچھ فرق ہے۔

تجدیدِ عہد ہر روز صبح اور ہمیشہ کیلئے ہونی چاہئے اس سے ایک تو ارادوں میں استحکام آئے گا اور دوسرے غفلت اور سستی سے بھی چھٹکارا مل جائے گا۔

یہ عہد و پیمان اور بیعت کوئی نئی بات نہیں بلکہ پیغمبرِ اسلام ﷺ اور امیرالمومنین علیہ السلام بھی بحرانی اور حساس موقعوں پر اپنے دوستوں اور اعوان و انصار سے تجدیدِ عہد کے طور پر دوبارہ بیعت لیا کرتے تھے۔

ہم یہاں پر ضمنی طور پر یہ بھی بتاتے چلیں کہ حضور رسالت مآب ﷺ اپنے اصحاب و انصار سے جو بیعت لیا کرتے تھے اس کے چند ایک نمونے یہ ہیں، جو علی اصغر رضوانی نے اپنی کتاب ''شیعہ شناسی اور اشکالات کا جواب'' میں درج کئے ہیں، مثلاً

عقبہ اولیٰ کی بیعت، عقبہ ثانیہ کی بیعت، بدر کی طرف چلنے کے وقت بیعت، بیعتِ رضوان یا بیعتِ شجرہ، بیعتِ فتح، بیعتِ نساء اور بیعتِ غدیر وغیرہ

حضرت ولی عصر امام زمانہ حجت بن الحسن علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی اپنے عصرِ ظہور میں اپنے ساتھیوں سے حساس اور خطرناک حالات کے پیشِ نظر ایک خاص منشور کے تحت بیعت لیں گے جیسا کہ کتاب ''منتخب الاثر ''ص۵۸۱ میں ہے''

حضرت امیر المومنین علیہ السلام فرماتے ہیں:

''اِنَّہُ (الْقَائِم) یَأْخُذُ الْبَیْعَۃَ عَنْ اَصْحَابِہٖ عَلٰی اَنْ لَّا یَسْرِقُوْا، وَلَا یَزْنُوْا، وَلَا یَسُبُّوْا مُسْلِمًا، وَلَا یَقْتُلُوْا مُحَرَّمًا، وَلَا یَھْتِکُوْا حَرِیْمًا مُحَرَّماً، وَلَا یَھْجُمُوْا مَنْزِلًا، وَلَا یَضْرِبُوْا اَحَدًا اِلَّا بِالْحَقِّ، وَلَا یَکْنِزُوْا ذَھَبًا وَلَا فِضَّۃً، وَلَا بُرًّا وَلَا شَعِیْرًا، وَلَا یَأْکُلُوْا مَالَ الْیَتِیْمِ، وَلَا یَشْھَدُوْا بِمَا لَا یَعْلَمُوْنَ، وَلَا یُخَرِّبُوْا مَسْجِدًا وَلَا یَشْرِبُوا مُسْکِراً وَلَا یَلْبَسُوْا الْخَزَّ وَلَا الْحَرِیْرَ، وَلَا یَتَمَنْطَقُوْا بِالذَّھَبِ، وَلَا یَقْطَعُوا طَرِیْقًا، وَلَا یُخِیْفُوا سَبِیْلاً وَلَا یَفْسُقُوا بِغُلَامٍ، وَلَا یَحْبَسُوا طَعَاماً مِنْ بُرٍّ اَوْ شَعِیْرٍ، وَیَرْضَوْنَ بِالْقَلِیْلِ، وَیَشْتَمُّوْنَ عَلَی الطِّیْبِ وَیَکْرَھُوْنَ النَّجَاسَۃَ، وَیَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَیَنْھَوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ، وَیَلْبَسُوْنَ مِنَ الْخَشِنِ مِنْ ثِیَابٍ، وَیَتَوَسَّدُوْنَ التُّرَابَ عَلَی الْخُدُوْدِ، وَیُجَاھِدُوْنَ فِی اللّٰہِ حَقَّ جِھَادِہٖ''

یعنی''ہمارے قائم اپنے انصار و اعوان سے اس بات پر بیعت لیں گے کہ چوری نہیں کریں گے، زنا کے مرتکب نہیں ہوں گے، کسی مسلمان کو گالی نہیں دیں گے، کسی کو ناحق قتل نہیں کریں گے، کسی کی ہتک عزت نہیں کریں گے، کسی گھر پر دھاوا نہیں بولیں گے، کسی کو ناحق نہیں ماریں گے، سونا، چاندی اور گندم، جو کی ذخیرہ اندوزی نہیں کریں گے، یتیم کے مال کو نہیں کھائیں گے، ناحق گواہی نہیں دیں گے، کسی مسجد کو نہیں گرائیں گے، نشہ کا ا ستعمال نہیں کریں گے، فاخرہ اور شاہی لباس نہیں پہنیں گے، سونے کی پیٹیاں کمروں میں نہیں باندھیں گے، راہ زنی کا ارتکاب نہیں کریں گے، راستوں میں خوف و دہشت ایجاد نہیں کریں گے، بچہ بازی نہیں کریں گے، گندم جو کی تیار شدہ خوراک روک کر نہیں رکھیں گے، تھوڑی چیز پر راضی ہوں گے، نجاستوں کو برا سمجھیں گے، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کریں گے، موٹا اور معمولی لباس پہنیں گے، اپنے رخساروں کے نیچے مٹی کو سرہانہ بنائیں گے اور روہِ خدا میں جہاد کا حق ادا کریں گے''

اس مقام پر ہم اس بات کی وضاحت کرتے چلیں کہ امام عالیمقام علیہ السلام کے عصرِ ظہور میں اس عہد و پیان پر وہی لوگ عمل کر سکیں گے جو حضور کے عصرِ غیبت میں ان پر عمل کر چکے ہوں گے، عصرِ غیبت میں اس عہد و پیان کی اہمیت اس قدر زیادہ ہے کہ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کے فرمان کے مطابق اس پُر فتن دور کے فتنوں سے تنہا اسی کو راہِ نجات سمجھا گیا ہے، ملاحظہ ہو کتاب ''منتخب الاثر '' ص۳۸۶ امام سجاد علیہ السلام فرماتے ہیں:

''اَبَا خَالِدٍ لَتَاتِيَنَّ فِتَنٌ كَقِطَعِ اللَّيْلِ الْمُظْلِمِ لَا يَنْجُوا اِلَّا مَنْ اَخَذَ اللهُ مِيْثَاقَهُ، اُولٰئِكَ مَصَابِيْحُ الدُّجٰى وَيَنَابِيْعُ الْعِلْمِ، يُنْجِيْهِمُ اللهُ مِنْ كُلِّ فِتْنَةٍ مُظْلِمَةٍ''

ابو خالد ! شبِ تاریک کی مانند فتنے ہر طرف حملہ آور ہوں گے، ایسے فتنوں سے صرف ایسے لوگ ہی نجات حاصل کریں گے جن سے خدا وندِ عالم نے عہد و پیان لیا ہو!، یہی لوگ ہدایت کے چراغ اور علم و دانش کے سر چشمہ ہیں اور خدا وندِ عالم انہیں ہر تاریکی سے نجات عطا فرمائے گا۔

عہد نامہ

۱۔اپنے امامؑ کے ساتھ معرفت و محبت کے رشتوں میں مزید استحکام کیلئے خداوندِ عالم سورہ بنی اسرائیل کی ۷۱ ویں آیت میں فرماتا ہے:

''يَوْمَ نَدْعُوْا كُلَّ اُنَاسٍ بِاِمَامِهِمْ''

قیامت کے دن ہم سب لوگوں کو ان کے امام کے ساتھ پکاریں گے، چنانچہ اس آیت کے پیشِ نظر، کافی جلد ۱ ص۳۷۱ اور بحارالانوار جلد ۵۲ ص۱۴۱ میں ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام صحیح سند کے ساتھ ارشاد فرماتے ہیں:

''اِعْرِفْ اِمَامَكَ فَاِنَّكَ اِذَا عَرَفْتَ لَمْ يَضُرَّكَ تَقَدَّمَ هٰذَا الْاَمْرُ اَوْ تَاَخَّرَ''

اپنے امامؑ کی معرفت حاصل کرو، کیونکہ جب تمہیں اس کی معرفت حاصل ہوگئی، ہر طرح کے نقصان سے بچ جاؤ گے۔

۲۔امام کے بارے میں ہمیں کن وظائف کو انجام دینا چاہیئے؟

الف: مصباح المتہجد ص۴۱۱ اور صحیفہ مہدیہ ص۳۵۹ کے مطابق ''حضرت کو ہر وقت یاد رکھنا چاہیئے، جیسا کہ ہم دعا میں کہتے ہیں

''وَلَا تُنْسِنَا ذِكْرَهُ''

خدا وندا! ان کا ذکر ہمیں نہ بھولنے دے''

ب: بحارالانوار جلد ۵۳ ص۱۷۴ کے مطابق ہمیشہ آپؑ کی جانب ہماری توجہ مبذول رہے۔

''وَتَوَجَّهُ اِلَيْهِ بِالزِّيَارَةِ''

ج: آپ کی طرف منسوب مقامات کی زیارت اور منسوب مجالس میں شرکت کو یقینی بنایا جائے۔

مزید آگاہی کے لئے کتاب ''مکیال المکارم'' جلد ۲ ص۱۲۳، ص۴۸۴ کا مطالعہ کیا جائے، کیونکہ اس کتاب میں منتظرین مہدیؑ کے لئے ۸۰ وظائف ذکر کئے گئے ہیں۔

د: حضرت کے ظہور کی دعا مانگی جائے، کیونکہ احتجاج طبرسیؒ ج ۲ ص۲۶۹ اور بحارالانوار جلد ۵۲ ص۱۳۱، ۱۳۲ میں ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

"جب بنی اسرائیل پر فرعون کے مظالم شدت اختیار کر گئے اور ان پر عرصہ حیات تنگ ہوگیا تو انہوں نے چالیس دن تک گریہ و زاری کی اور گڑ گڑا کر دعائیں مانگیں آنسو بہائے اور خدا کی باگاہ میں عاجزی و انکساری کا حد درجہ اظہار کیا تو رب کریم نے ان کی نجات کے لئے حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون علیہا السلام کو بھیجا جنھوں نے ان کو فرعون کے عذاب سے نجات دلائی"

"هٰكَذَا اَنْتُمْ لَفَعَلْتُمْ لِفَرَجِ اللهِ عَنَّا، فَاَمَّا اِذْلَمْ تَكُوْنُوْا فَاِنَّ الْاَمْرَ يَنْتَهِي اِلٰى مُنْتَهَاهُ"

اگر تم بھی اسی طرح اللہ کی بارگاہ میں گڑگڑا کر دعائیں مانگو اور گریہ و زاری کرو گے اور انہی کی طرح تہہ دل کے ساتھ تمہاری چیخ و پکار ہوگی تو یقینا اللہ تعالیٰ ہمارے لئے ظہور کی راہیں ہموار کر دے گا ورنہ "امر" اور مسئلہ ظہور اور آلِ محمد (ص) کی حکومت اپنے آخری اور انتہائی عرصے کے لئے مؤخر ہوجائے گی جو خدا کی مرضی اور منشاء کے تابع ہوگی اور جب خدا چاہے گا ظہور عمل میں آئے گا۔

۳۔صرف آپ ہی کی ولایت اور سرپرستی کو قبول کیا جائے اور آپ کے احکام اور فرامین پر عمل کیا جائے، جیسا کہ اعمال کی کتاب مصباح المومنین اور مفاتیح الجنان میں حضرت امام زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کی زیارت کے کلمات ہیں:

"لَا اَبْتَغِيْ بِكَ بَدَلًا وَلَا اَتَّخِذَ مِنْ دُوْنِكَ وَلِيًّا"

کہ آپ کے علاوہ مجھے اپنے لئے نہ تو کوئی دوسرا حاکم منظور ہے اور نہ ہی آپ کے سوا کوئی اپنا سرپرست مانتا ہوں ، اس لئے کہ وہ ہمارا واحد سہارا اور تنہا سرپرست اور مولائے بے بدل ہے، جس کے حضور میں اپنا تن من دھن غرض سب کچھ قربان کردینا چاہیے، کیونکہ آپؑ اپنے جد امجد امیرالمومنینؑ کی طرح

"اَمِيْنُ اللهِ فِيْ اَرْضِهٖ"

اللہ کی زمین میں خدا کے امین ہیں اور جب ہماری چیزیں اس کی امان میں چلی جائیں گی تو وہاں اس کے شگوفا ہونے کا یقین تو ہے ضائع ہونے کا احتمال تک نہیں۔

۴۔جس قدر ہو سکے مہدویت کی تبلیغ و ترویج کی جائے اور امام کی طرف لوگوں کو دعوت دی جائے۔

مہدویت کی اہمیت اور اس بارے فراوانی کے ساتھ روایات کی موجودگی خصوصاً "احیائے امرِ اہلبیت والی روایات اس بات کا تقاضا کرتی ہیں کہ ہم ہر ممکن حد تک اس کی تبلیغ و ترویج کریں اور واضح سی بات ہے کہ یہ ایک سنگین فریضہ ہے جو تمام افراد، آرگنائزیشنز، انجمنوں، علماء، دانشوروں، دینی درسگاہوں، یونیورسٹیوں، مطبوعاتی اداروں الیکٹرانک اور پرنٹڈ میڈیا پر یکساں عائد ہوتا ہے جس سے عہدہ برآہونا ہر ایک کا فریضہ ہے، خدا وندِ عالم قبول فرمائے"

۵۔گناہوں سے دوری اور اخلاقِ حسنہ سے آراستگی

چنانچہ غیبتِ نعمانی ص۲۰۰ اور بحارالانوار جلد۵۲ ص۱۴۰ میں ہے معصوم فرماتے ہیں:

"مَنْ سَرَّهٗ اَنْ يَكُوْنَ مِنْ اَصْحَابِ الْقَائِمِ، فَلْيَنْتَظِرْ وَلْيَعْمَلْ بِالْوَرَعِ وَمَحَاسِنِ الْاَخْلَاقِ وَهُوَ مُنْتَظِرٌ"

جسے اس بات سے خوشی ہوتی ہے کہ امام زمانہ (عج) کے اصحاب میں سے ہو تو اسے یہ کام کرنے چاہئیں ۱۔آپ کے ظہور کا منتظر رہے۔

۲۔نیک کام انجام دے ۳۔گناہوں سے دوری اختیار کرے اور ۴۔اخلاقِ حسنہ کو اپنائے۔

اسی طرح احتجاج طبرسیؒ جلد۲ ص۵۹۹ میں امام زمانہ حضرت حجت ابن الحسن العسکری علیہما السلام، کا خط شیخ مفیدؒ کے نام درج ہے جس میں کہا گیا ہے:

"فَلْيَعْمَلْ كُلُّ امْرِءٍ مِنْكُمْ بِمَا يَقْرُبُ بِهِ مِنْ مُحَبَّتِنَا وَلْيَتَجَنَّبْ مَا يُدْنِيهِ مِنْ كَرَاهِيَتِنَا وَسَخَطِنَا"

پس تم میں سے ہر ایک کو ایسے کام کرنے چاہئیں جو ہماری محبت کے قریب کردیں اور ایسے کاموں سے پرہیز کرنا چاہئے جو امام کی طرف سے ہماری ناراضی اور ناپسندیدگی کا موجب بنتے ہیں۔

۶۔راہِ امام میں تن، من دھن غرض سب کچھ قربان کر دینا چاہئے۔

جیسا کہ اعمال، دعاؤں اور زیارتوں کی کتاب "مصباح المومنین" اور "مفاتیح الجنان" میں ہم پڑھتے ہیں:

"وَهُوَ عَهْدِي إِلَيْكَ وَمِيثَاقِي لَدَيْكَ۔۔۔ فَابْذُلْ نَفْسِي وَمَالِي وَوَلَدِي وَأَهْلِي وَجَمِيعَ مَا خَوَّلَنِي رَبِّي بَيْنَ يَدَيْكَ وَالتَّصَرُّفَ بَيْنَ أَمْرِكَ وَنَهْيِكَ"

اور وہ آپ سے میرا عہد و پیمان ہے...پس میں اپنی جان، اپنامال، اپنی اولاد، اپنے متعلقین اور جو کچھ میرے پروردِگار نے مجھے عطا فرمایا ہے آپ کی بارگاہ میں اور آپ کے امر و نہی پر قربان کرنے کے لئے پیش کرتا ہوں۔

۷۔حضرتؑ کے ظہور کا انتظار

بحارالانوار جلد۵۲ ص۱۲۸ میں ہے کہ حضرت سرکار رسالت مآب ﷺ فرماتے ہیں:

"أَفْضَلُ أَعْمَالِ أُمَّتِي إِنْتِظَارُ الْفَرَجِ مِنَ اللهِ عَزَّوَجَلَّ"

میری امت کے افضل ترین اعمال میں سے یہ عمل ہے کہ خدا وندِ عالم کی طرف سے ___ امامِ زمانہؑ کے ___ظہور کا انتظار کیا جائے۔

انتظار یعنی ہمیشہ تیار، انتظار یعنی گوش بر آواز، انتظار یعنی امام زمانہ علیہ‌السلام کے اغراض و مقاصد اور ارادہ کو عملی جامہ پہنانے کے لئے مکمل آمادگی۔

انتظار فقط اندرونی کیفیت ہی کا نام نہیں بلکہ ان روایات پر پوری توجہ اور عمل بھی ضروری ہے۔جن میں رسول پاکؐ کے الفاظ میں انتظار کو افضل الاعمال کہا گیا ہے اور امیرالمومنین علی بن ابی طالب علیہ‌السلام کے کلمات میں "أَحَبُّ الْأَعْمَالِ" یعنی سب اعمال سے محبوب ترین، کہا گیا ہے، ملاحظہ ہو بحارالانوار جلد۵۲ ص۱۲۳:

"قَالَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ عليه السلام، إِنْتَظِرُوا الْفَرَجَ وَلَا تَيْأَسُوا مِنْ رَوْحِ اللهِ فَإِنَّ أَحَبَّ الْأَعْمَالِ إِلَى اللهِ عَزَّوَجَلَّ إِنْتِظَارُ الْفَرَجِ"

ظہور کا انتظار کرتے رہو اور خدا کی رحمت سے ناامید نہ ہوجاؤ، کیونکہ اللہ کے نزدیک سب اعمال سے محبوب ترین عمل___ولی عصرؑ کے___ ظہور کا انتظار ہے۔

یہ ایک ایسی روحانی کیفیت ہے جو "معرفت" کے نتیجہ میں حاصل ہوتی ہے اور اعمال کی بجا آوری پر آمادہ کرتی ہے اور جب تک یہ آخری صورت "اعمال کی بجاآوری" پیدا نہیں ہوگی، روحانی کیفیت اور معرفت صحیح معنوں میں حاصل نہیں ہوگی، گویا انتظار مجموعہ ہے، معرفت، روحانی کیفیت کے حصول اور اعمال کی بجا آوری کا۔

۸۔اقتداء ــــــ یا ــــــ پیروی

بحارالانوار جلد۵۲ ص۵۳ اور منتخب الاثر ص۴۴۶، ۴۴۷ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام جناب رسالت مآب ﷺ سے بیان فرماتے ہیں:

"طُوبٰی لِمَنْ اَدْرَكَ قَائِمَ اَهْلِ بَيْتِي وَهُوَ مُقْتَدٍ بِهٖ قَبْلَ قِيَامِهٖ......"

یعنی خوش قسمت ہے وہ شخص جو میرے اہلبیت میں سے قائم کی ایسی صورت میں ملاقات کرے کہ اس کے قیام سے پہلے اس کی اقتدا میں اس کا پیروکار ہو، اس کے دوستوں سے دوستی رکھتا ہو، اس کے دشمنوں کا دشمن ہواور ان سے بیزاری اختیار کرتا ہو، ایسے لوگ میرے ساتھی، میرے دوست، میرے حبدار، میرے نزدیک میری امت میں خدا کے معزز ترین بندے ہیں۔

امام عصر (عج) اپنے منتظرین اور معتقدین کیلئے نمونہ عمل ہیں، لہٰذا ان کے منتظرین اور معتقدین کو بھی ان کی جیسی زندگی پر عمل پیرا ہونا چاہئے، ان کی عدالت کے اجراء سے لے کر ان کی خوراک و پوشاک تک میں ان کی پیروی اور اقتدا کرنا چاہئے اور زندگی کے ہر شعبے میں خواہ وہ انفرادی ہو یا اجتماعی، ان کا پیروکار ہونا چاہئے۔

امام زمانہ عجل اللہ فرجہ کے طرزِ زندگی کے بارے میں بحارالانوار جلد۵۲ ص۳۵۴ اور منتخب الاثر ص۳۷۸، ص۶۱۹ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی زبانی یوں بیان ہوا ہے:

"... فَوَاللهِ مَالِبَاسُهٗ اِلَّا الْغَلِيْظُ وَلَا طَعَامُهٗ اِلَّا الْجَشِبُ..."

خدا کی قسم ! ان کا لباس سادہ اور غذا و خوراک خشک روٹی ہوگی۔

۹۔حضرت کے ظہور کے لئے راہ ہموار کرنا

کتاب منتخب الاثر ص۳۷۵ میں ہے: "يَخْرُجُ اُنَاسٌ مِنَ الْمَشْرِقِ فَيُوَطِّئُوْنَ لِلْمَهْدِيِّ يَعْنِيْ سُلْطَانَهٗ"

یعنی کچھ لوگ مشرق سے اٹھیں گے جو حضرت مہدی علیہ السلام کی حکومت کے لئے راہ ہموار کریں گے۔

۱۰۔امامؑ کی نصرت اور دفاع کے لئے تیار رہنا

دعاؤں اور زیارتوں کی کتاب اور مفاتیح الجنان میں موجود حضرت حجت عجل اللہ فرجہ الشریف سے کئے جانے والے عہد میں ہم یہ دعا مانگتے ہیں:

"اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ مِنْ اَنْصَارِهٖ" بارالٰہا! تو مجھے ان کے مددگاروں میں قرار دے

"وَاَعْوَانِهٖ" اور ان کے معاونین میں۔

"وَالذَّابِّيْنَ عَنْهُ" ان کا دفاع اور حمایت کرنے والا بنادے۔

"وَالْمُسَارِعِيْنَ اِلَيْهِ فِيْ قَضَاءِ حَوَائِجِهٖ"

ان کی حاجات کو پورا کرنے میں جلدی کرنے والوں میں قرار دے۔

"وَالْمُمْتَثِلِيْنَ لِاَوَامِرِهٖ" اور ان کے امر کی اطاعت کرنے والا۔

"وَالْمُحَامِيْنَ عَنْهُ" ان کی بے دریغ حمایت کرنے والا۔

"وَالسَّابِقِيْنَ اِلٰى اِرَادَتِهٖ" ان کے ارادوں کی تکمیل کیلئے سبقت کرنے والا بنادے۔

"وَالْمُسْتَشْهَدِیْنَ بَیْنَ یَدَیْهِ" آپؑ کے حضور میں شرفِ شہادت عطا فرما۔

۱۱۔امام کے بتائے ہوئے علماء، فقہاء اور مجتھدین کی طرف رجوع اور ان کی پیروی کرنا۔

کتاب "غیبتِ شیخ طوسیؒ ص۲۹۱" میں ہے کہ امام زمانہؑ ایک توقیع میں فرماتے ہیں:

"وَاَمَّا الْحَوَادِثُ الْوَاقِعَةُ فَارْجِعُوا اِلٰی رُوَاةِ حَدِیْثِنَا فَاِنَّهُمْ حُجَّتِیْ عَلَیْکُمْ وَاَنَا حُجَّةُ اللهِ عَلَیْهِمْ"

تمہیں جب نت نئے مسائل درپیش آئیں تو ہمارے راویانِ حدیث (یعنی فقہاء)کی طرف رجوع کرو، کیونکہ وہ تم پر میری حجت ہیں اور میں ان پر اللہ کی حجت ہوں۔

جبکہ یہی روایت کتاب اکمال الدین جلد ۲ ص۴۸۴، بحارالانوار جلد۵۳ ص۱۸۱ اور احتجاجِ طبرسی جلد ۲ ص۵۴۳ اور وسائل الشیعہ جلد۱۸ ص۱۰۱ میں بھی مختصر سے فرق کے ساتھ مذکور ہے۔

یہ اور ان کے علاوہ کئی اور عہد و پیمان ہیں جو ہم نے اپنے امام زمانہ کے ساتھ باندھ رکھے ہیں، ایسے پیمان کہ جن کو پورا کرکے امید ہے کہ ہماری آنکھیں حضرت کے جمال پر انوار سے روشن ہوجائیں اور ظہورِ پرنور کی برکات سے بہرہ مند ہوں، جیسا کہ احتجاجِ طبرسیؒ جلد ۲ ص ۴۹۸، بحارالانوار جلد۵۳ ص۱۷۷ میں ہے ، امام زمانہ عجّل اللہ فرجہ الشریف نے ایک خط شیخ مفید علیہ الرحمہ کے نام تحریر فرمایا جس میں تھا:

"وَلَوْ اَنَّ اَشْیَاعَنَا وَفَّقَهُمُ اللهِ لِطَاعَتِهٖ عَلٰی اِجْتِمَاعٍ مِنَ الْقُلُوْبِ فِی الْوَفَاءِ بِالْعَهْدِ عَلَیْهِمْ لَمَا تَاَخَّرَ عَنْهُمُ الْیُمْنُ بِلِقَائِنَا وَلَتَعَجَّلَتْ لَهُمُ السَّعَادَةُ بِمُشَاهَدَتِنَا"

اگر ہمارے شیعہ ____ خدا انہیں اپنی اطاعت اور بندگی کی توفیق عطا فرمائے____ اپنے عہد و پیمان کو پورا کرنے کیلئے کمر بستہ ہو کر متحد ہوجائیں تو ان کے لئے ہماری زیارت کی سعادت میں کوئی تاخیر نہ ہو اور یہ توفیق انہیں بہت جلد حاصل ہوجائے۔

آخر میں ہم عہد شکنو ں کے بارے میں قرآن کریم اور رسولِ عظیم الشان کے فرامین پیش کر کے (مومنین کی خدمت) میں وفائے عہد کی درخواست کریں گے:

خداوندِ عالم سورہ مائدہ آیت۱۳میں فرماتا ہے:

"فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِّیْثَاقَهُمْ لَعَنّٰهُمْ وَجَعَلْنَا قُلُوْبَهُمْ قٰسِیَةً"

پس ان کی عہد شکنی پر ہم نے ان پر لعنت بھیجی اور ان کے دلوں کو سخت کردیا......

اسی طرح بحارالانوار جلد ۱۰۰ ص۴۶ منقول از میزان الحکمہ جلد۲ ص۷۴۲ میں ہے کہ حضرت رسالت مآب ﷺ فرماتے ہیں:

"اِذَا نَقَضُوا الْعَهْدَ سَلَّطَ اللهُ عَلَیْهِمْ عَدُوَّهُمْ"

جب لوگ عہد شکنی کریں گے تو خدا وندِ عالم ان پر ان کے دشمنوں کومسلط کردے گا۔

۵۔اطاعت

امام ؑ کی معرفت، محبت، ولایت کے ذریعے ہم ان کے ساتھ عہد و پیمان کے مرحلے تک پہنچے تھے، عہد اور اطاعت، امام کے ساتھ عشق و محبت کی جیتی جاگتی تصویر ہوتی ہے، جوامام ؑ کا جتنا زیادہ عاشق اور محب ہوگا وہ ان کا اتنا ہی زیادہ مطیع اور فرمانبر دار ہوگا، سورہ آلِ عمران آیت۳۱ میں خداوندِ عالم فرماتا ہے:

"قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ"

اے رسول ؐ!آپ کہہ دیں کہ اگر تم خدا سے محبت رکھتے ہو تو میری اتباع کرو..

یعنی محبت، اطاعت کا تقاضا کرتی ہے، جیسا کہ امالی شیخ طوسی ؒصفحہ ۹۷ میں ہے کہ حضرت امام محمد باقرعلیہ السلام فرماتے ہیں:

"وَاللّٰهِ لَاتُنَالُ وِلَایَتُنَا اِلَّا بِالْعَمَلِ"

خدا کی قسم صرف عمل ہی کے ساتھ ہماری ولایت حاصل ہوتی ہے۔

اسی طرح کافی جلد اول ص۴۰۵ میں آپ ؑ ہی سے سوال کیا گیا کہ:

"مَاحَقُّ الْاِمَامِ عَلَی النَّاسِ؟" امام ؑ کا لوگوں پر کیا حق بنتا ہے؟تو فرمایا:

"حَقُّهُ عَلَیْهِمْ اَنْ یَسْمَعُوالَهُ وَاَطِیْعُوه" امام کا حق لوگوں پر یہ ہے کہ وہ امام کی باتوں کو سنیں اور اُن پر عمل کریں۔

بحار جلد ۲ ص۸۰ میں ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

"قَوْمٌ یَزْعَمُوْنَ اَنِّیْ اِمَامُهُمْ وَاللّٰهِ مَااَنَالَهُمْ بِاِمَامِهِمْ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ کُلَّمَا سَتَرْتُ سِتْرًا هَتَکُوهُ اَقُوْلُ کَذَاوَکَذَا، فَیَقُوْلُوْنَ "یَعْنِی کَذَاوَکَذَا" اِنَّمَا اَنَااِمَامُ مَنْ اَطَاعَنِی"

کچھ لوگ گمان کرتے ہیں کہ میں ان کا امام ہوں، حالانکہ میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں میں ہر گز ان کا امام نہیں ہوں، خدا ان پر لعنت کرے میں نے جس بات کو خفیہ رکھنا چاہا انہوں نے فاش کردیا____میرے اعمال کے برعکس عمل انجام دیتے ہیں____میں کچھ اور بات کہتا ہوں اور وہ کہتے ہیں امام ؑ نے اس طرح کہا ہے____میری باتوں کی اپنی خواہشات کے مطابق تفسیر کرتے ہیں____میں تو صرف ان لوگوں کا امام اور پیشوا ہوں جو میرے تابع فرمان اور اطاعت گزار ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ روایات میں "حَیَّ عَلٰی خَیْرِالْعَمَل" میں "خَیْرِالْعَمَل" سے مراداہلِ بیت ؑ کی ولایت ہے اور بحار الانوار جلد۴۳ ص۴۴ میں اس کی اسی طرح تفسیر کی گئی ہے، کیونکہ ایسی ولایت ہی موجب قبول عمل ہوتی ہے اور وہ بھی عام عمل نہیں بلکہ خیر العمل ہوتا ہے اور اسی اطاعت اور خیرالعمل کے زیرِ سایہ ظہور کی امیدیں وابستہ کی جا سکتی ہیں، ہر قسم کے حسن اور زیبائی کا ظہور، نصرت الٰہی اور الطاف و عنایاتِ پرورِدِ گار سے بہرہ مندی کا موجب ظہور۔

خداوندِ عالم کے نزدیک اس کی محبوبیت کا ظہور، غیبی امدادوں کے حصول کا ظہور،، بہشت تک رسائی کا موجب ظہور ، غرض خداوندِ عالم کی بارگاہ سرخ رو اور سرفراز ہوکر پہنچنے کا ذریعہ ظہور۔

اطاعتِ امام ؑیعنی امام سے کئے ہوئے عہد و پیمان پر عمل کرنے کا مکمل عزم۔

اطاعتِ امام ؑ، یعنی اپنے عہد و پیمان کئے جانے والے اعمال کی مکمل اور دائمی نگرانی۔

اطاعتِ امامؑ، یعنی خود کو امامؑ اور اس کی خواہشات کے مطابق عمل کرنے کیلئے وقف کردینا، بقول حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام :

"رَحِمَ اللهُ عَبْداً حَبَسَ نَفْسَهُ عَلَيْنَا"

خدا اس بندے پر رحم کرے جو خود کو ہمارے لئے وقف کر دیتا ہے اورہر مرحلہ پر اپنے امامؑ کی رضا اور کوشنودی کو پیشِ نظر رکھ کر قدم اٹھاتا ہےجو در حقیقت خداوندِ عالم کی رضا اورخوشنودی ہوتی ہے۔

اطاعتِ امامؑ:یعنی معاشرے میں عدل و انصاف کا اجراء اور لوگوں میں اسے قبول کرنے کا شعور اجاگر کرنا۔

اطاعتِ امامؑ:یعنی معاشرے کی اصلاح کیلئے تگ و دو کرنا۔

اطاعتِ امامؑ:یعنی امام ؑکی رضا اور خواہشات کو زندگی کے ہر شعبے میں جلوہ گر کرنا خواہ گھرہو یا تعلیمی ادارہ کوچہ و بازار ہو یا عوامی ماحول!

اطاعتِ امامؑیعنی معصومؑ کی حکومت و ولایت کو فکر و احساس اور اقدام و عمل میں عملی طور پر نافذ کرنا۔

اطاعتِ امامؑ:یعنی ایک ایسے عادلانہ اور منصفانہ نظامِ حکومت کے لیےایک معصوم امامؑ کے زیر سایہ قیام کے لئے سعی و کوشش کہ جس کی رہنمائی امام زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف نے کی ہے اور ہم ماہِ رمضان مبارک کی ہر شب دعائے افتتاح کے نام سے جس کی تلاوت کرتے ہیں اور مصباح المومنین اور مفاتیح الجنان میں بھی درج ہے:

"اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَرْغَبُ اِلَيْكَ فِيْ دَوْلَةٍ كَرِيْمَةٍ تُعِزُّبِهَا الْاِسْلَامَ وَاَهْلَهُ وَتُذِلُّ بِهَا النِّفَاقَ وَاَهْلَهُ وَتَجْعَلُنَا فِيْهَا مِنَ الدُّعَاةِ اِلٰى طَاعَتِكَ وَالْقَادَةِ اِلٰى سَبِيْلِكَ وَتَرْزُقُنَا بِهَا كَرامَةَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ گ گ اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَشْكُوا اِلَيْكَ فَقْدَ نَبِيِّنَا صَلَوَاتُكَ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَغَيْبَةَ وَلِيِّنَا وَكَثْرَةَ عَدُوِّنَا وَقِلَّةِ عَدَدِنَا وَشِدَّةَ الْفِتَنِ بِنَا وَتَظَاهُرَ الزَّمَانِ عَلَيْنَا"

بارِالٰہا! ہم تجھ سے ایسی کرم پرور اور پر برکت حکومت کی رغبت رکھتے ہیں جس کے ذریعہ تو اسلام اور اہلِ اسلام کو عزت عطا فرمائے اور نفاق اور منافقین کو ذلیل و رسوا کرے اور اس حکومت میں تو ہمیں اپنی اطاعت کیلئے دعوت دینے والا اور اپنے راستے کی طرف ہدایت کے لئے قائد اور رہنما قرار دے اور اس کے ذریعہ ہمیں دنیا اور آخرت کی عزت اور کرامت عطا فرما......اے اللہ! ہم تجھ سے اپنے نبیؐ کی عدم موجودگی کی اپنے ولی کے غائب ہونے کی، اپنے دشمنوں کی کثرت کی، اپنی تعداد کی قلت کی، فتنوں کی سختی کی اور اپنے اوپر حوادثاتِ زمانہ کی یلغار کی شکایت کرتے ہیں۔

ظہورِ امامؑ کے بعد دنیا کی کیا کیفیت ہوگی؟

۱۔زمین کی بہاریں لوٹ آئیں گی؟

چونکہ امامؑ کی تعریف کافی جلد اول صفحہ ۱۹۸ اور تحف العقول ص۴۳۹ میں یوں کی گئی ہے:

"اَلْاِمَامُ اَلسَّحَابُ الْمَاطِرُ وَالْغَيْثُ الْهَاطِلُ وَالشَّمْسُ الْمُضِيْءَةُ وَالسَّمَاءِ الظَّلِيْلَةُ وَالْاَرْضُ الْبَسِيْطَةُ وَالْعَيْنُ وَالْغَزِيْرَةُ وَالْغَدِيْرُ وَالرَّوْضَةُ"

یعنی امام برستا بادل ہے، موسلادھار بارش ہے، روشن سورج ہے، سایہ فگن آسمان ہے، وسیع زمین ہے، بہتا چشمہ ہے اور سدا بہار باغ ہے۔

اسی لئے بحارالانوار جلد۹۹ ص۱۰۱ باب ہفتم، مفاتیح الجنان باب الزیارات میں ہم حضرت ولی اللہ الاعظم کی زیارت کے وقت ان کی بارگاہ ملکوتی میں ان الفاظ کے ساتھ سلام عقیدت پیش کرتے ہیں:

"اَلسَّلَامُ عَلٰی رَبِیْعِ الْاَنَامِ وَنُضْرَۃِ الْاَیَّامِ"

اے انسانیت کی بہار اور اے زمانے کی تروتازگی آپ پر میرا سلام ہو، اسی لئے ہم کہتے ہیں کہ جب آپ ظہور فرمائیں گے تو خزاں آلودہ زمین کی بہاریں لوٹ آئیں گی اور زمانے پر سرور و شادمانی کی حکمرانی ہوگی۔

۲۔امام کا ہر قدم مبارک ہوگا

آپ جہاں پر بھی قدم رکھیں گے وہی اپنی جگہ اپنی برکتیں ظاہر کرنا شروع کردے گی چنانچہ اکمال الدین ج۲ ص۶۷ باب ۵۸، غیبت نعمانی ص۲۳۸ باب ۱۲ میں ہے:

"فَلَا یَنْزِلُ مَنْزِلاً اِلَّا یَنْبَثُ مِنْهُ عُیُونٌ فَمَنْ کَانَ جَائِعاً شَبِعَ وَمَنْ کَانَ ظَمَاناً رَوِیٰ"

جس مقام پر نزول اجلال فرمائیں گے وہیں سے چشمے پھوٹنے لگیں گے جو بھوکا ہوگا سیر ہوجائے گا جو پیاسا ہوگا، سیراب ہوجائے گا۔

۳۔زمین کی پیدا وار کئی گنا ہو جائے گی

ینابیع المودۃ جلد۳ ص۱۳۶ اور دوسری کتابوں میں ہے:

"فَعِنْدَ ذَالِكَ......وَتَفِیْضُ الْعُیُوْنُ وَتُنْبِتُ الْاَرْضُ ضِعْفَ اُکُلِهَا"

تو اس وقت ......ہر طرف چشمے ابلنے لگیں گے، پانی کی فراوانی ہوگی اور زمین کی پیداوار میں کئی گنا اضافہ ہو جائے گا۔

۴۔دریا اور نہریں پانی سے بھری ہوں گی

کتاب منتخب الاثر ص۴۷۲ اور ینابیع المودۃ ج۳ ص۷۸، ص۱۳۲ میں ہے کہ:

"تَزِیْدُ الْمِیَاهُ فِیْ دَوْلَتِهٖ وَتَمُدُّ الْاَنْهَارُ"

آپ کے دورِ حکومت میں پانی کی فراوانی ہوگی دریا اور نہریں پانی سے بھر پور ہوں گی:

"وَتَعْمُرُ الْاَرْضُ وَتَصْفُوْ وَتَزْهُوْ بِمَهْدِیِّهَا وَتَجْرِیْ بِهٖ اَنْهَارُهَا"

مھدی امام زمانہ کی وجہ سے زمین آباد و شاد ہوگی، سرسبز و شاداب ہوگی اور دریا اور نہریں ٹھاٹھیں مار مار کر بہہ رہے ہوں گے۔

۵۔تھل، بیابان، ریگستان کانام و نشان نہیں ہوگا

خصال صدوق جلد۲ ص۶۲۶ میں ہے:

"وَلَوْ قَدْ قَامَ قَائِمُنَا لَاَنْزَلَتِ السَّمَاءُ قَطْرَهَا وَلَاَخْرَجَتِ الْاَرْضُ نَبَاتَهَا وَ... حَتّٰی تَمْشِیَ الْمَرْاَۃُ بَیْنَ الْعِرَاقِ اِلَی الشَّامِ لَا تَضَعُ قَدَمَیْهَا اِلَّا عَلَی النَّبَاتِ"

جب ہمارا قائم ظہور کرے گا تو آسمان اپنی بارشوں کا زمین اپنے سبزے کا نذرانہ پیش کریں گے... اور اس قدر سبزہ اور نباتات ہوگی کہ اگر ایک عورت عراق کی سرزمین سے شام کی سرزمین تک پیدل سفر کرے گی تو اس کا ہر ایک قدم سبزے پر ہی پڑے گا۔

کتاب مستدرک الصحیحین جلد۴ ص۵۵۷ کتاب الفتن والملاحم کتاب منتخب الاثر ص۵۹۱ میں ہے:

"يُسْقِيهِ اللهُ الْغَيْثَ وَتُخْرِجُ الْأَرْضُ نَبَاتَهَا وَتَكْثُرُ الْمَاشِيَةُ"

اللہ تعالیٰ انہیں اپنی باران رحمت سے سیراب کرے گا، زمین اپنی نباتات اور اپنے سبزے کی بہاریں پیش کرے گی اور مویشیوں کی کثرت ہوگی۔

۶۔دورِ جاہلیت کی یادیں مٹ جائیں گی

حضرت امام عصر عجل اللہ تعالیٰ کے دورِ حکومت میں جہاں مذکورہ برکتیں ظاہر ہوں گی اور دنیا نیا رنگ اختیار کریگی، وہاں پر جاہلیت کی وہ یاگاریں بھی مٹا دی جائیں گی جو لوگوں کے دین میں دخل اندازی کی وجہ سے اسلام کا حصہ بن چکی ہوں گی، جیساکہ غیبت نعمانی باب ۱۳ ص۲۳۰ میں ہے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

"يَصْنَعُ كَمَا صَنَعَ رَسُولُ اللهِ(صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ) يُهْدِمُ مَاكَانَ قَبْلَهُ كَمَا هَدَّمَ رَسُولُ اللهِ اَمْرَ الْجَاهِلِيَّةِ وَيَسْتَأْنِفُ الْإِسْلَامَ جَدِيْدًا بَعْدَ اَنْ يَهْدِمَ مَاكَانَ قَبْلَه"

وہ حضرت رسالت مآب ﷺ کی طرح عمل کریں گے، جس طرح پیغمبر خدا ﷺ سے پہلے جاہلیت کی یادیں موجود تھیں ان کا صفایا کیا تھا اور اسلام کو ان کے جاگزین کیا تھا، سی طرح وہ بھی بدعتوں کا قلع قمع کر کے اسلام کا ازسرِ نو اجرا کریں گے۔

اسی کتاب کے صفحہ نمبر ۳۳۴ میں ہے کہ حضرت امام محمد تقی جواد علیہ السلام فرماتے ہیں:

"يَقُوْمُ بِاَمْرٍ جَدِيْدٍ وَسُنَّةٍ جَدِيْدَةٍ وَقَضَاءٍ جَدِيْدٍ"

وہی اسلامِ محمدی کہ جس میں بدعتیں ایجاد کر کے اس کا حلیہ بگاڑ دیا گیا تھا اس کا از سرِ نو اجراء کریں گے جو لوگوں کو نیا معلوم ہوگا، سنت بھی نئی اور فیصلے بھی نئے۔

۷۔نیا نظامِ عدل قائم ہوگا، کوئی کسی پر ظلم نہیں کرے گا

کتاب اعلام الوریٰ فصل دوم ص۴۳۴، اکمال الدین جلد۲ ص۳۷۲ باب ۳۵ میں ہے، حضرت امام علی بن موسیٰ رضا علیہ السلام فرماتے ہیں:

"فَاِذَا خَرَجَ اَشْرَقَتِ الْاَرْضُ بِنُوْرِ رَبِّهَا، وَوُضِعَ الْمِيْزَانُ بِالْعَدْلِ بَيْنَ النَّاسِ فَلَا يَظْلِمُ اَحَدٌ اَحَدًا"

جب حضرت مہدی ؑظہور فرمائیں گے تو زمین اپنے رب کے نور سے جگمگا اٹھے گی، وہ لوگوں کے درمیان میزان عدل کو قائم کریں گے، لہٰذا کوئی کسی پر ظلم نہیں کرے گا۔

کتاب بشارۃ الاسلام ص۲۹۷ کے مطابق:

"يُبِيْدُ الظُّلْمَ وَاَهْلَهُ"

ظلم اور ظالموں کو جڑ سے اکھاڑ پھینکے گا۔

"فَتَسْتَبْشِرُ الْاَرْضُ بِالْعَدْلِ"

عدل وانصاف کے قیام سے دنیا خوشیاں منائے گی۔

الملاحم والفتن صفحہ ٦٦ کے مطابق:

"لَا يَقْدَمُ اَحَدٌ فِي وِلَايَتِهِ بِسَوْطٍ اِلَّا فِي حَدٍّ"

امامؑ کے پورے دورانِ حکومت میں کوئی کسی کو کوڑا نہیں مارے گا سوائے حد کے اجراء کے۔

۸۔حق برقرار اور باطل کا خاتمہ ہو جائے گا

ینابیع المودۃ صفحہ ۹۲ میں ہے:

"هُوَالَّذِي يَجْمَعُ الْكَلِمَ وَيُتِمُّ النِّعْمَةَ وَيُحِقُّ اللهُ بِهِ الْحَقَّ وَيُزْهِقُ الْبَاطِلَ وَهُوَمَهْدِيُكُمُ الْمُنْتَظَرُ"

وہی وحدت کلمہ ایجاد کرے گا، نعمتوں کو مکمل کرے گا ، اللہ تبارک وتعالیٰ اُسی کے ذریعہ حق کو برقرار کرے گا اور باطل کا خاتمہ کر دے گا اور وہی تمہارا مھدی منتظرؑ ہوگا۔

۹۔بدعتوں کا خاتمہ کردے گا

سورہ حج آیہ ۴۱ میں ہے: "اَلَّذِيْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِي الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ- وَلِلّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ"

یہ وہ لوگ ہیں کہ اگر ہم انہیں زمین میں اقتدار دیں تو وہی نماز قائم کریں گے، زکوٰۃ ادا کریں گے، نیکی کا حکم دیں گے اور برائی سے منع کریں گے اور تمام امور کا انجام اللہ کے ہاتھ میں ہے۔

بحارالانوار جلد۵۱ صفحہ ۴۵ ، الزام الناصب صفحہ۶۵، ۲۳۷ میں ہے کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

"هٰذِهٖ لِاٰلِ مُحَمَّدٍ اِلٰى آخِرِ الْاَئِمَّةِ وَالْمَهْدِيِّ وَاَصْحَابُهٗ يُمَلِّكُهُمُ اللهُ مَشَارِقَ الْاَرْضِ وَمَغَارِبَهَا وَبِهٖ يُظْهِرُ الدِّيْنَ وَيُمِيْتُ اللهُ عَزَّوَجَلَّ بِهٖ وِبِاَصْحَابِهِ الْبِدَعَ وَالْبَاطِلَ كَمَا اَمَاتَ الْحَقَّ حَتّٰى لَا يُرٰى اَثَرٌ مِنَ الظُّلْمِ يَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ"

یہ آیت آلِ محمدؐ کے آخری امام تک اور امام مھدیؑ اور ان کے اصحاب کے لئے ہے، جنہیں اللہ تعالیٰ زمین کے مشرق و مغرب کا مالک بنا دے گا، دینِ اسلام کو غالب کر دے گا، بدعتوں اور باطل کو ان کے اور ان کے اصحاب کے ہاتھوں نیست و نابود کردے گا، جس طرح حق کے دشمنوں کو موت کے گھاٹ اتار دے گا، اس وقت کیفیت یہ ہو جائے گی کہ ظلم اور بدعتوں کا نام و نشان تک نہیں رہے گا، وہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ انجام دیں گے۔

۱۰۔سختیوں اور مشکلات کا خاتمہ کر دے گا

کتاب "غیبت طوسیؒ"،صفحہ نمبر ۱۸۷ میں ہے کہ رسول خدا ﷺ فرماتے ہیں:

"بِهٖ يُفَرِّجُ اللهُ عَنِ الْاُمَّةِ"اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے امت کی تمام مشکلات اور سختیوں کو دور کر دے گا۔

اسی کتاب میں ہے کہ:

"بِهٖ يَمْحَقُ اللّٰهُ الْكِذْبَ وَيَذْهَبَ الزَّمَانُ الْكَلِبَ وَيُخْرِجُ ذُلَّ الرِّقِّ مِنْ اَعْنَاقِكُمْ" خداوندِ عالم اس کے ذریعہ جھوٹ اور جھوٹوں کا خاتمہ کر دے گا، درندگی اور تباہ کاری کا صفایا کر دے گا اور تمہاری گردنوں سے غلامی کی ذلت کا جوا اتار پھینکے گا۔

۱۱۔زمین کو لوٹ مار اور دہشت گردی سے پاک کر دے گا

۱۔ینابیع المودۃ جلد ۳ ص۷۸ میں ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں:

"تَعْدُمُ الْفِتَنُ وَالْغَارَاتُ"

فتنے اور لوٹ مار کا نام و نشان نہیں رہے گا۔

۲۔الملاحم والفتن صفحہ ۶۶ میں ہے:

"وَتَكُوْنُ الْاَرْضُ كَفَتُوْرِ الْفِضَّةِ"

زمین خالص چاندی سونے کی مانند کندن بن جائے گی اور تاریکیاں چھٹ جائیں گی۔

۳۔ارشاد شیخ مفید جلد ۳ صفحہ ۳۸۴ کے مطابق:

"فَحِيْنَئِذٍ تُظْهِرُ الْاَرْضُ كُنُوْزَهَا وَتُبْدِي بَرَكَاتِهَا"

تو اس وقت زمین اپنے خزانے اگل دے گی اور اپنی برکتیں ظاہر کر دے گی۔

۴۔ینابیع المودۃ جلد ۳ ص۸۷ کے مطابق:

"يَكْثُرُ الْخَيْرُ وَالْبَرَكَاتُ" خیر اور برکات کی فراوانی ہوگی۔

۱۲۔ہر چیز امامؑ کی خدمت میں ہوگی

۱۔علل الشرائع جلد ۱ ص۱۶۱ باب ۱۳۹ میں ہے:

"تُجْمَعُ اِلَيْهِ اَمْوَالُ الدُّنْيَا كُلُّهَا مِنْ بَطْنِ الْاَرْضِ وَظَهْرِهَا" زمین کے اندرونی اور بیرونی تمام اموال سمٹ کر امام کے اختیار میں آجائیں گے۔

۲۔الخرائج والجرائح جلد ۳ ص ۱۱۶۵ میں ہے:

"تَظْهَرُ لَهٗ كُنُوْزُ الْاَرْضِ"

زمین کے تمام کے تمام خزانے امامؑ کے لئے ظاہر ہو جائیں گے۔

۳۔کشف الغمہ جلد ۲ ص۲۷۰ میں ہے:

"يَسْتَخْرِجُ الْكُنُوْزَ"

امام زمین کے تمام خزانوں کو باہر نکالیں گے۔

۴۔الزام الناصب ص۱۱ میں ہے حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں:

"اَلسَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ عِنْدَ الْاِمَامِ كَيَدِهٖ مِنْ رَاحَتِهٖ، يَعْرِفُ ظَاهِرَهَا مِنْ بَاطِنِهَا، وَيَعْلَمُ بَرَّهَا وَفَاجِرَهَا"

امامؑ کے نزدیک آسمان اور زمین ایسے ہوتے ہیں جیسے اس کے ہاتھ کی ہتھیلی ہو، اسی لئے امامؑ ان کے ظاہر کو بھی جانتا ہے اور باطن کو بھی، نیک کو بھی جانتا ہے اور بد کو بھی۔

۵۔اختصاص مفید صفحہ ۲۱۷ میں ہے:

"اِنَّ الدُّنْیَا لَتَتَمَثَّلُ لِلْإِمَامِ(ع) مِثْلَ فَلْقَةِ الْجَوْزِ فَلَا یَعْزُبُ عَنْهُ مِنْهَا شَیْءٌ وَاِنَّهُ لَیَتَنَاوَلُهَا مِنْ اَطْرَافِهَا کَمَا یَتَنَاوَلُ اَحَدُکُمْ مِنْ فَوْقِ مَائِدَتِهِ مَا یَشَآءُ"

امامؑ کے سامنے تمام دنیا اخروٹ کی مانند ظاہر ہو جائے گی اور اس سے دنیا کوئی چیز پوشیدہ نہیں رہے گی، امامؑ جہاں سے چاہے گا اس میں تصرف کرے گا کسی قسم کی کوئی رکاوٹ نہیں ہو گی، جیسا کہ تم میں سے کوئی شخص دسترخوان کے جس حصے سے چاہے بہرہ مند ہوتا ہے۔

۶۔ینابیع المودۃ جلد۳ ص۸۶ میں ہے:

"تَقِیءُ الْاَرْضُ اَفْلَاذَ کَبِدِهَا اَمْثَالَ الْاُسْطُوَانِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ"

زمین اپنے جگر پاروں کو سونے اور چاندی کے ٹکڑوں کی صورت میں باہر نکال دے گی۔

۱۳۔غربت کا نام و نشان تک نہیں ہوگا

آپؑ کے بابرکت دورِ حکومت میں جہاں مادی مشکلات کو دور کر دیا جائے گا وہاں عقل و شعور اور بے نیازی کی روح بھی پروان چڑھے گی، ۱۔چنانچہ ارشاد مفیدؒ جلد۲ ص۳۸۴ میں ہے:

"فَحِیْنَئِذٍ تَظْهَرُ الْاَرْضُ کُنُوْزَهَا، وَتُبْدِیْ بَرَکَاتِهَا، فَلَا یَجِدُ الرَّجُلُ مِنْکُمْ یَوْمَئِذٍ مَوْضِعًا لِصَدَقَةٍ وَلَا لِبِرِّهِ لِشُمُوْلِ الْغِنٰی جَمِیْعَ الْمُؤْمِنِیْنَ؟"

اس دور میں زمین اپنے خزانے باہر نکال دے گی اور برکتوں کو ظاہر کر دے گی ، اس وقت انسان کو صدقہ و عطیہ لینے والا نہیں ملے گا، کیونکہ اس بابرکت دور میں تمام مومنین بے نیاز ہو چکے ہوں گے۔

۲۔مسند احمد بن حنبل جلد۲ صفحہ ۵۳۰ میں ہے، حضرت رسالت مآب ﷺ فرماتے ہیں:

"یَفِیْضُ فِیْهِمُ الْمَالُ حَتّٰی یَهُمُّ الرَّجُلُ بِمَالِهِ مِنْ یَقْبِلُهُ، حَتّٰی یَتَصَدَّقَ فَیَقُوْلُ الَّذِیْ یَعْرِضُهُ عَلَیْهِ لَا اَرَبَ لِیْ بِهِ"

امامِ زمانہؑ لوگوں کے درمیان مال و دولت اس قدر بانٹیں گے کہ ہر شخص امیر اور تونگر ہو جائے گا، حتیٰ کہ اگر کوئی شخص کسی کو ہدیہ دینا چاہے گا تو وہ کہے گا: "مجھے اس کی ضرورت نہیں"

۳۔کشف الغمہ جلد۳ ص۲۶۱ میں ہے:

آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں:

"یُقَسِّمُ الْمَالَ صِحَاحاً وَیَمْلَاُ قُلُوْبَ اُمَّةِ مُحَمَّدٍ(ص) غِنًی وَیَسَعُهُمْ عَدْلُهُ"

مال اور دولت کو برابر اور صحیح طور پر تقسیم کریں گے اور امتِ محمدیہؐ کے دلوں کو بے نیازی سے معمور کر دیں گے اور ان کی عدالت ہمہ گیر ہوگی۔

۴۔صواعق محرقہ ص۱۶۴ والی روایت نہایت ہی قابلِ توجہ ہے، ملاحظہ فرمایئے:

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

"یَأْمُرُ مُنَادِیاً فَیَقُوْلُ: "مَنْ کَانَ لَهُ فِی الْمَالِ حَاجَةٌ فَلْیَقُمْ"

حضرت منادی کو حکم دیں گے کہ اعلان کر دے کہ جس کو مال و دولت کی ضرورت ہو وہ کھڑا ہو جائے۔

"فَمَا يَقُومُ مِنَ النَّاسِ إِلَّا رَجُلٌ وَاحِدٌ، فَيَقُولُ "أنا..."

تمام لوگوں میں سے صرف ایک شخص کھڑا ہو جائے گا اور کہے گا کہ "میں!"

فَيَقُولُ الْقَائِم: "إِئْتِ السَّادِنَ فَقُلْ لَهُ: "إِنَّ الْمَهْدِيَّ يَأْمُرُكَ أَنْ تُعْطِيَنِي مَالاً" امام فرمائیں گے: "جاؤ خزانچی کے پاس اور اسے جا کر کہو کہ:" امام مھدی فرماتے ہیں مجھے مال دے دو!"

فَيَقُولُ السَّادِنَ: "أُحْثُ!" وَيَحْثُوْلَهُ فِي ثَوْبِهِ حَثْواً حَتَّى إِذَا جَعَلَهُ فِي حِجْرِهِ أَبْرَزَهُ نَدَمٌ"

تو خزانچی کہے گا: "مال کو اٹھانے کیلئے کپڑا لے آؤ!" وہ کپڑا لے آئے گا اور مال لینے کے لئے اسے پھیلائے گا اور اسے بھر کر اٹھائے گا، تو پشیمان ہو جائے گا،" وَقَالَ: "كُنْتُ أَجْشَعَ أُمَّةِ مُحَمَّدٍ نَفْساً أَوَعَجَزَ عَنِّي مَا وَسِعَهُمْ، ثُمَّ يَرُدُّ الْمَالَ إِلَى الْخَازِنِ" اور کہے گا کہ ساری امتِ محمدیہ سے میں ہی کیوں زیادہ لالچی بنوں؟ میں کیوں اپنی عزتِ نفس پر آنچ آنے دوں؟ لہٰذا وہ مال خزانچی کو واپس کر دے گا" فَلَا يَقْبَلُ مِنْهُ، وَيَقُولُ الْمَهْدِيُّ (عج) "إِنَّا لَا نَأْخُذُ شَيْءاً أَعْطَيْنَاهُ" وہ اس سے واپس نہیں لیا جائے گا اور امام مھدی عجل اللہ فرجہ الشریف فرمائیں گے: "ہم دی ہوئی چیز واپس نہیں لیتے، لہٰذا لے جاؤ اپنے پاس"

۱۴۔امام مردہ زمین کو حیاتِ معنوی عطا کردیں گے۔

اللہ تعالیٰ سورہ حدید آیت ۱۷ میں ارشاد فرماتا ہے: "اِعْلَمُوْا أَنَّ اللّٰهَ يُحْيِ الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا" جان لو کہ یقینا اللہ تعالیٰ زمین کو اس کے مرنے کے بعد زندہ کرے گا۔

i: الزام الناصب ص۲۴۴ میں ہے ، اس کی تفسیر میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں: "كُفْرَ أَهْلِهَا فَيُحْيِيهَا اللّٰهُ بِالْقَائِم"

زمین کی موت کا معنٰی ہے اہلِ زمین کا کفر اختیار کرنا، یعنی زمین پر جب کفر کی آندھیاں ظلم کے طوفانوں کے ذریعے زمین کی موت کا سبب بن جائیں گی تو "يُحْيِيهَا اللّٰهُ بِالْقَائِم"

اللہ تعالیٰ اسے قائم آلِ محمد کے ذریعہ زندہ کرے گا۔

ii: کتاب "الامام المھدی" ص۵۷ میں ہے کہ:

امام محمد باقرعلیہ السلام اس کی آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں :

"يُحْيِيهَا بِالْقَائِم (ع) فَيَعْدِلُ فِيهَا فَيُحْيِي الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا بِالظُّلْمِ"

چونکہ زمین ظلم کی وجہ سے مردہ ہو چکی ہوگی اور اللہ تعالیٰ اسے قائم آلِ محمد کے ذریعہ زندہ کرے گا۔

iii: کتاب غیبت نعمانی ص۲۳۲ میں ہے آپ ہی فرماتے ہیں :

"جَعَلَهُمْ حَيَاةً لِلْأَنَامِ وَمَصَابِيحَ الظَّلَامِ" اللہ تعالیٰ نے ان کو لوگوں کیلئے مایہ حیات اور گمراہی کی تاریکیوں کے لئے چراغ ہدایت بنایا ہے۔

۱۵۔امام مردہ دلوں، اللہ کے دین اور سنت پیغمبر کو زندہ کرے گا۔

ا۔کتاب غیبتِ نعمانی ص۲۳۳ میں ہے ، معصوم فرماتے ہیں:

"أَحْيَ بِهِ مَنَاهِجَ سَبِيلِهِ وَفَرَائِضَهُ وَحُدُوْدَهُ"

اللہ تعالٰی امامِ عصرؑ کے ذریعہ سے ہدایت کی راہوں کو، اپنے فرائض اور حدود کو زندہ کرے گا۔

۲۔الزام الناصب میں ہے: ’’اَحیٰ بِھِمْ دِیْنَہٗ وَاَتَمَّ بِہٖ‘‘

اللہ تعالٰی ان کے ذریعے سے اپنے دین کو زندہ کرے گا اور اپنے نور کو پایہ تکمیل تک پہنچائے گا۔

۳۔اصول کافی جلد اول ص۴۱۲ میں ہے:

’’یَمْحُوا کُلَّ ضَلَالَۃٍ وَیُحْیِي کُلَّ سُنَّۃٍ‘‘

خداوندِ تعالٰی ان کے ذریعہ سے تمام گمراہیوں کا خاتمہ کر دے گااور تمام سنتوں کو زندہ کر دے گا۔

۴۔کتاب بشارۃ الاسلام ص۲۹۷ میں ہے کہ:

’’یُعِزُّاللہُ بِہِ الْاِسْلَامَ بَعْدَ ذُلِّہٖ وَیُحْیِیْہِ بَعْدَ مَوْتِہٖ‘‘

ان کے ذریعہ اللہ تعالٰی اسلام کو ذلت کے بعد عزت عطا کرے گا اور مرجانے کے بعد زندہ کرے گا۔

۱۶۔عقلی استعداد کو جِلا بخشیں گے

سوئی ہوئی عقلوں کو بیدار کریں گے عقلی استعداد کو پروان چڑھائیں گے اور جِلا بخشیں گے، کیونکہ انبیاء اور ائمہ علیہم السلام کا کام عقلوں کو بیدار کرنا اور عقلی استعداد کو پروان چڑھانا ہے خاص کر امام عصر (عجل اللہ فرجہ) کے دور میں عقلی استعداد کو ان کی آخری حد تک ترقی بخشیں گے جیسا کہ شرح نہج البلاغہ جلد اول ص۱۱۳ میں ہے:

’’وَیُثِیْرُوالَھُمْ دَفَائِنَ الْعُقُوْلِ‘‘

ان کے عقل و خرد کے گنجینوں کو نمایاں کریں گے۔

ان کی عقلیں اس قدر پختہ اور کامل ہوجائیں گی ’’بشارۃ الاسلام‘‘ صفحہ ۲۹۷___ کے بقول :

’’فَجَمَعَ بِہٖ عُقُوْلَھُمْ وَکَمُلَتْ بِہٖ اَحْلَامُھُمْ ثُمَّ مَدَّ اللہُ فِیْ اَبْصَارِھِمْ وَاَسْمَاعِھِمْ‘‘

ان کے عقول کی پختگی اور ہوش و استعداد میں اضافہ کے ساتھ ساتھ خداوندِ عالم ان کی قوتِ بینائی اور قوتِ سماعت میں بھی ترقی عطا فرمائے گا۔

اعلام الوریٰ صفحہ ۴۳۵___ کے مطابق:

’’اِذَا ھَزَّ رَاْیَتَہٗ اَضَاءَ لَھَا مَا بَیْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَوَضَعَ اللہُ یَدَہٗ عَلٰی رُؤُسِ الْعِبَادِ‘‘

جب امام العصرؑ کا پرچم روئے زمین پرلہرائے گا تو مشرق سے لے کر مغرب تک تمام دنیا خدائی نور کے ساتھ روشن ہو جائے گی اور خدا وندِ عالم کا دستِ رحمت اپنے بندوں کے سر پر ہوگا۔

۱۷۔امامؑ کے ظہور سے ہر ذی روح خوشی منائے گا۔

ا۔ سب مسلمان خوش ہو جائیں گے:

ا۔کتاب ’’المہدی‘‘ صفحہ ۲۲۱ کے مطابق حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’اَلْمَھْدِیُّ اِذَا خَرَجَ یَفْرَحُ بِہٖ جَمِیْعُ الْمُسْلِمِیْنَ وَخَاصَّتُھُمْ وَعَامَّتُھُمْ‘‘

جب مہدی دوراںؑ کا ظہور ہوگا، تو اس وقت تمام مسلمان خوشیاں منائیں گے خواہ وہ خاص ہوں یا عام۔

۲۔حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام فرماتے ہیں:

"يَفْرَحُ بِخُرُوجِهِ الْمُؤْمِنُونَ وَاَهْلُ السَّمٰوَاتِ وَلَا يَبْقٰى كَافِرٌ وَلَا مُشْرِكٌ اِلَّا كَرِهَ خُرُوجَهُ"

آپ کے ظہور سے تمام مومنین اور آسمان کی مخلوق خوش ہو گی، م گر کافر و مشرک آپ کے ظہور سے نا خوش ہوں گے۔

۳۔قبروں میں سوئے ہوئے مومنین بھی مسرور و شادمان ہوں گے

غیبتِ نعمانی صفحہ ۳۲۳ میں حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام ہی سے منقول ہے آپ ؑ نے فرمایا:

"لَا يَبْقٰى مُؤْمِنٌ اِلَّا دَخَلَتْ عَلَيْهِ تِلْكَ الْفَرْحَةُ فِي قَبْرِهٖ وَذَالِكَ حَيْثُ يَتَزَاوَرُوْنَ فِي قُبُوْرِهِمْ وَيَتَبَاشَرُوْنَ بِقِيَامِ الْقَائِمِ"

کوئی مومن ایسا نہیں ہوگا جو خوشیاں نہ منا رہا ہو اور یہ خوشیاں وہ اپنی قبروں میں بھی منائیں گے اور اس وقت وہ قبروں میں ایک دوسرے کے پاس جا کر ان کی ملاقات بھی کریں گے اور قائم آلِ محمد ؑ کے ظہور کی مبارک باد بھی دیں گے۔

۴۔آسمانی مخلوق بھی خوشیاں منائے گی

"وَيَفْرَحُ بِخُرُوجِهٖ اَهْلُ السَّمٰوَاتِ وَسُكَّانُهَا"

آپ کے ظہور سے اہلِ سماء اور آسمانوں کے ساکن بھی خوش ہوں گے۔

۵۔پرندے ہوا میں اور مچھلیاں دریا میں خوشی منائیں گے

کتاب "المهدی" صفحہ ۲۳۱ میں ہے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

"يَفْرَحُ بِهٖ اَهْلُ السَّمَاءِ وَاَهْلُ الْاَرْضِ وَالطَّيْرُ فِي الْهَوَاءِ وَالْحِيْتَانُ فِي الْبَحْرِ"

آپ ؑ کے ظہور سے جہاں اہل ارض و سماء خوشی منا رہے ہوں گے وہاں پرندے ہوا میں اور مچھلیاں دریا میں نہال نہال ہوں گی۔ینابیع المودۃ جلد۳ صفحہ ۱۳۶ میں ہے:

"فَعِنْدَ ذَالِكَ تَفْرَحُ الطُّيُوْرُ فِيْ اَوْكَارِهَا، وَالْحِيْتَانُ فِيْ بِحَارِهَا وَتَفِيْضُ الْعُيُوْنُ وَتُنْبِتُ الْاَرْضُ اُكُلَهَا"

تو اس وقت مچھلیاں دریاؤں اور سمندروں میں اور پرندے اپنے گھونسلوں میں خوشی کے ترانے گا رہے ہوں گے ، پانی کے چشموں میں اس قدر مسرت کی لہر دوڑ پڑے گی کہ وہ پھوٹ پھوٹ کر بہنے لگیں گے اور زمین اس خوشی میں اپنی پیداوار میں کئی گنا اضافہ کردے گی۔

٦۔گہوارے میں سویا ہوا بچہ بھی خدمتِ امام ؑ میں پہنچنے کے لئے بے تاب ہوگا

کتاب "وفات العسکری ؑ" صفحہ ۴۹ میں ہے کہ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام نے ہمارے بارہویں امام علیہ السلام سے مخاطب ہو کر فرمایا:

"يَوَدُّ الطِّفْلُ فِي الْمَهْدِ لَوِاسْتَطَاعَ اِلَيْكَ نُهُوضاً وَنَوَاشِطُ الْوُحُوشِ لَوْ تَجِدُ نَحْوَكَ مَجَازاً، يَهْتَزُّ بِكَ اَطْرَافُ الدُّنْيَا بَهْجَةً وَتَهْتَزُّ بِكَ اَعْطَافُ الْعِزِّ نَضْرَةً"

جو بچہ ابھی گہوارے میں ہو گا وہ بھی یہی تمنا کرے گا کہ آپ کی خدمت میں دوڑ کر پہنچ جائے، صحرا ئی جانوروں کی خواہش ہوگی کہ انہیں اجازت مل جائے اور وہ بہت ہی جلدآپ کے قدموں میں سر رکھ دیں گے اور آپ کے دم قدم سے دنیا کا چپہ چپہ سرسبز و شاداب اور خرم و شاداں ہو جائے گا، دنیا کا چہرہ کھلا اٹھے گا اور شرفِ عظمت کی بلند چوٹیاں آپ کی وجہ سے سربلند ہوں گی۔

۱۷۔امامؑ کے وجود سے نفرتیں مٹ جائیں گی اور محبتیں عام ہو جائیں گی

۱۔نفرتوں کا خاتمہ:

کتاب ''بشارۃ الاسلام'' صفحہ ۲۴۹ میں ہے:

''تَذْهَبُ الشَّحْنَاءُ مِنْ قُلُوبِ الْعِبَادِ وَيَذْهَبُ الشَّرُّ وَيَبْقَى الْخَيْرُ''

لوگوں کے دلوں سے کینے دور ہو جائیں گے، شر کے وجود کا خاتمہ ہو جائے گا اور خیر ہی خیر باقی رہ جائے گی۔

۲۔محبتوں کی فراوانی:

خداوندِ عالم قرآنِ مجید کی سورت آلِ عمران آیت ایک سو تین میں ارشاد فرماتا ہے:

''وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا وَاذْكُرُوا نِعْمَتَ اللهِ عَلَيْكُمْ إِذْ كُنْتُمْ أَعْدَاءً فَأَلَّفَ بَيْنَ قُلُوبِكُمْ فَأَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهِ إِخْوَانًا وَكُنْتُمْ عَلَى شَفَا حُفْرَةٍ مِنَ النَّارِ فَأَنْقَذَكُمْ مِنْهَا''

سب مل کر خدا کی رسی کو تھام لو، اور یاد کرو اس بات کو کہ اللہ نے تمھیں ایک (عظیم) نعمت عطا فرمائی ہے کہ کس طرح تم ایک دوسرے کے دشمن تھے اس نے تمہارے دلوں میں الفت ایجاد کی اور اس کی نعمت کی برکتوں سے تم ایک دوسرے کے بھائی بن گئے، اور تم آگ کے گڑھے کے کنارے پر تھے کہ خدا نے تمھیں اس سے نجات دی......

اولادِ رسولؑ بھی خود رسالت مآب ﷺ کی طرح ''رَبِيعُ الْأَيْتَامِ''(یتیموں کے لئے بہار) اور ''رَبِيعُ الْخَيْرِ'' (خیر و برکت کی بہار) اور رحمت خداوندی کا مظہر ہیں اور زیارتِ آلِ یاسین کے مطابق ''مہدیؑ فاطمہؑ تو خدا کی رحمتِ واسعہ'' ہیں لہٰذا جب ظہور فرمائیں گے تو اپنے ساتھ کمال رحمت، الفت اور مہربانی بطور تحفہ لے کر آئیں گے۔

کتاب ''البیان فی اخبار صاحب الزمان'' صفحہ نمبر ۸۶ کے مطابق ، معصوم فرماتے ہیں:

''بِنَا يُؤَلِّفُ بَيْنَ قُلُوبِكُمْ بَعْدَ عَدَاوَةِ الْفِتْنَةِ، كَمَا أَلَّفَ بَيْنَ قُلُوبِهِمْ بَعْدَ عَدَاوَةِ الشِّرْكِ وَبِنَا يُصْبِحُونَ بَعْدَ عَدَاوَةِ الْفِتْنَةِ إِخْوَانًا كَمَا أَصْبَحُوا بَعْدَ عَدَاوَةِ الشِّرْكِ إِخْوَانًا فِي دِينِهِمْ''

خداوندِ عالم ہماری وجہ سے تمہارے درمیان اسی طرح محبت اور الفت ایجاد کردے گا جس طرح رسول خدا(ص) کے زمانے کے لوگوں میں ان کے شرک کے بعد الفت و محبت ایجاد کردی تھی اور زمانے کے فتنوں کی وجہ سے تمہارے درمیان جو عداوتیں اور کدورتیں پیدا ہو جائیں گی وہ ہماری وجہ سے برادری اور بھائی چارے میں تبدیل ہو جائیں گی جس طرح کہ شرک کی عداوت کے بعد وہ ہماری وجہ سے بھائی بھائی بن گئے تھے۔

۳۔محبت بے تکلفی میں تبدیل ہو جائے گی:

اختصاص شیخ مفیدؒصفحہ ۲۴ میں ہے کہ:

''إِذَا قَامَ الْقَائِمُ جَاءَتِ الْمُزَامَلَةُ وَيَأْتِي الرَّجُلُ إِلَى كِيسِ أَخِيهِ فَيَأْخُذُ حَاجَتَهُ، لَا يَمْنَعُهُ''

امام زمانہؑ کے ظہور کے وقت محبت اور دوستی بے تکلفی میں بدل جائے گی، جب کسی مومن کو کسی چیز کی ضرورت ہو گی تو وہ اپنے برادر ایمانی کی جیب یا صندوق سے وہ چیز اٹھا لے گا اور وہ اسے منع نہیں کرے گا۔

۴۔حضرت کے ظہور کی خوشی میں دنیا اشکِ شوق بہائے گی

کتاب کشف الغمہ جلد۳ ص۳٦۴ میں ہے کہ:

"یَدْخُلُ الْمَهْدِیُّ اِلَی الْکُوفَةِ ... فَیَدْخُلُ حَتّٰی یَأْتِیَ الْمِنْبَرَ وَیَخْطُبُ فَلَا یَدْرِی النَّاسُ مَا قَالَ مِنَ الْبُکَاءِ..."

مھدی دوراں کوفہ میں تشریف لائیں گے، شہر میں داخل ہونے کے بعد منبر پر تشریف لے جا کر خطبہ دینا شروع کر دیں گے (جس کے سنتے ہی لوگ اس قدراً شکِ شوق بہانا) اور رونا شروع کر دیں گے کہ کان پڑی آواز سنائی نہیں دے گی۔

اَللّٰهُمَّ عَجِّلْ لِوَلِیِّكَ الْفَرَجَ

حضرت امام مھدی علیہ السلام مظہرِ عدالت ہیں

جب حضرت امام مھدی علیہ السلام عجّل اللہ فرجہ الشریف کا نام نامی اسمِ گرامی لیا جاتا ہے تو فوراً ذہن میں ایک ایسے معصوم حاکم کا نام آتا ہے جو دنیا کو عدل و انصاف سے بھر دے گا۔

ایک ایسے مہربان حاکم کا نام آتا ہے تو جو ظلم و جور سے بھری دنیا میں مظلوم انسانوں کی آخری پناہ گاہ کے طور پر انسانیت کو ظلم کے طوفان سے نجات دلائے گا، ملاحظہ ہو:

۱۔کتاب منتخب الاثر صفحہ ۴۷۸ میں ہے:

"یَاوِیْ اِلَی الْمَهْدِیِّ اُمَّةٌ کَمَا تَاوِی النَّحْلُ اِلٰی یَعْسُوْبِهَا، وَیَبْسُطُ الْعَدْلَ حَتّٰی یَکُوْنَ النَّاسُ عَلٰی مِثْلِ اَمْرِهِمُ الْاَوَّلِ لَا یُوْقِظُ نَائِمًا وَلَا یُهْرِیْقُ دَمًا"

اسلامی امہ امام مھدی علیہ السلام کے ساتھ محبت کرے گی اور ان کے سایہ عطوفت میں ایسے سکون محسوس کرے گی جس طرح کہ شہد کی مکھیاں اپنی ملکہ مکھی کی پناہ میں محسوس کرتی ہے، وہ پوری دنیا میں نظامِ عدل قائم کریں گے، صدرِ اسلام کا اُنس باہمی، صدق و صفا اور قلبی محبت کا دور واپس لے آئیں گے، کوئی کسی سوئے ہوئے شخص کو بیدار نہیں کرے گا(کوئی کسی کے آرام میں مخل نہیں ہوگا) اور نہ کوئی کسی کا ناحق خون بہائے گا۔

۲۔کتاب غیبت شیخ طوسیؒ صفحہ ۱۱۴ اور بحارالانوار جلد۵۱ ص۷۵ میں ہے:

"هُوَ الشَّمْسُ الطَّالِعَةُ مِنْ مَغْرِبِهَا، یَظْهَرُ عِنْدَ الرُّکْنِ وَالْمَقَامِ، فَیُطَهِّرُ الْاَرْضَ وَیَضَعُ مِیْزَانَ الْعَدْلِ فَلَا یَظْلِمُ اَحَدٌ اَحَدًا"

آپ وہ خورشیدِ انور ہیں جو مغرب سے طلوع کریں گے، رکن اور مقام کے نزدیک ظہور فرمائیں گے میزان عدل برقرار کریں گے اور پھر کوئی کسی پر ظلم نہیں کرے گا۔

۳۔خواہشاتِ نفسانی پر ہدایتِ الٰہی کو حاکم بنائیں گے، اور قرآن و سنت کے مطابق فیصلہ کریں گے

جیسا کہ کتاب "الزام الناصب صفحہ ۱۸۰" میں ہے:

"یَعْطِفُ الْهَوٰی عَلَی الْهُدٰی اِذَا عَطَفُوا الْهُدٰی عَلَی الْهَوٰی یَعْطِفُ الرَّأْیَ عَلَی الْقُرْآنِ اِذَا عَطَفُوا الْقُرْآنَ عَلَی الرَّأْیِ وَیُرِیْهِمْ کَیْفَ یَکُوْنُ عَدْلُ السِّیْرَةِ وَیُحْیِیْ مَیِّتَ الْکِتَابِ وَالسُّنَّةِ"

جب دوسرے لوگوں نے خواہشات نفسانی کو ہدایت پر ترجیح دی ہوئی ہوگی تو وہ نفسانی خوہشات پر ہدایت کو مقدم کریں گے اور اپنے افکار کو قرآن مجید کی طرف پلٹائیں گے جبکہ دوسروں نے قرآن کی اپنی رائے کے مطابق تفسیر کی ہوئی ہوگی اور لوگوں کو عملی طور پر دکھائیں گے کہ:

"عدالت کے ساتھ کیسا بہترین سلوک کیا جا سکتا ہے" وہ قرآن و سنت کی فراموش شدہ تعلیم کو از سرِ نو زندہ کریں گے۔

۴۔اس کی اطاعت خدا کی اطاعت ہوگی اور نافرمانی ، خدا کی نافرمانی ہوگی

غیبتِ نعمانی ص۱۲۴ اور بحارالانوار جلد۵۱ ص۶۹ جلد۵۲ صفحہ ۳۵۱ میں ہے:

"اِذَا قَامَ مَهْدِيُّنَا اَهْلِ الْبَيْتِ(ع) قَسَّمَ بِالسَّوِيَّةِ وَعَدَلَ بِالرَّعِيَّةِ فَمَنْ اَطَاعَهُ اَطَاعَ اللهَ وَمَنْ عَصَاهُ فَقَدْ عَصَى الله"

جب ہم اہل بیت (علیہم السلام)کا مہدی (ع) ظہور کرے گا تو مال کو بطور مساوی تقسیم کرے گا، رعیت کے درمیان عدالت کا اجرا کرے گا، تو جو اس کی اطاعت کرے گا وہ خدا کی اطاعت کرے گا اور جو اس کی نافرمانی کرے گا وہ خدا کی نافرمانی کرے گا۔

۵۔تمام اہلِ کتاب کے درمیان ان کی کتابوں سے فیصلے کریں گے

بحارالانوار جلد۵۱ ص۲۹ جلد۵۲ ص۳۵۱اور منتخب الاثر ص۳۱۰ میں ہے:

"يَحْكُمُ بَيْنَ اَهْلِ التَّوْرَاةِ بِالتَّوْرَاةِ، وَبَيْنَ اَهْلِ الْاِنْجِيلِ بِالْاِنْجِيلِ وَبَيْنَ اَهْلِ الزَّبُوْرِ بِالزَّبُوْرِ وَبَيْنَ أَهْلِ الْقُرْآنِ بِالْقُرْآنِ وَيُجْمَعُ اِلَيْهِ اَمْوَالُ الدُّنْيَا مِن بَطْنِ الْاَرْضِ وَظَهْرِهَا، فَيَقُوْلُ لِلنَّاسِ: تَعَالَوْا مَا قَطَعْتُمْ فِيْهِ الْاَرْحَامَ، وَسَفَكْتُمْ فِيهِ الدَّمَ الْحَرَامَ وَرَكِبْتُمْ فِيْهِ مَا حَرَّمَ اللهُ عَزَّوَجَلَّ، وَيُعْطِيْ شَيْءًا لَمْ يُعْطِهِ اَحَدٌ كَانَ قَبْلَهُ، وَيَمْلَأُ الْاَرْضَ قِسْطًا وَعَدْلًا وَنُوْرًا كَمَا مُلِئَتْ ظُلْماً وَجَوْراً وَشَرًّا"

جب حضرت مھدی (ع) ظہور فرمائیں گے تو، تورات والوں کے درمیان تورات سے، انجیل والوں کے درمیان انجیل سے،زبور والوں کے درمیان زبور سے اور قرآن والوں کے درمیان قرآن سے فیصلے کریں گے اور زمین کے ظاہری اور باطنی حصوں سے اموال دنیا آپ کے قدموں میں لا کر ڈھیر لگادیئے جائیں گے تو آپ لوگوں سے فرمائیں گے: " آؤ اور جتنا تمہارا جی چاہے لے لو!! ہاں یہ وہی مال ہے جس کے لئے تم قطع رحمی کیا کرتے تھے، ناحق خون بہاتے تھے، گناہوں کی حدود میں داخل ہو جایا کرتے تھے، یعنی حرام کے مرتکب ہوا کرتے تھے، پھر آپ لوگوں کو اس قدر بڑی مقدار میں عطا فرمائیں گے جس کی مثال تاریخ عالم میں نہیں ملے گی، زمین کو عدل و انصاف اور نور سے معمور کر دیں گے جیسا کہ اس سے پہلے ظلم و جور اور شر سے بھر چکی ہوگی"

۶۔ مستحبی طواف والوں سے واجب طواف والوں کیلئے جگہ خالی کرائیں گے۔

بحارالانوار جلد۵۲ ص۳۷۴ میں ہے:

"اَوَّلُ مَا يُظْهِرُ الْقَائِمُ الْعَدْلَ اَنْ يُّنَادِيَ مُنَادِيْهِ: اَنْ يُسَلِّمَ صَاحِبَ النَّافِلَةِ لِصَاحِبِ الْفَرِيْضَةِ الْحَجَرَ الْاَسْوَدَ وَالْمَطَافُ"

امام قائم علیہ السلام کے عدل کا پہلا کارنامہ یہ ظاہر ہوگا کہ آپ کی طرف سے منادی ندا دے گا کہ: مستحبی طواف کرنے والے واجب طواف کرنے والوں کیلئے مطاف (جائے طواف) اور حجر اسود کو خالی کردیں۔

۷۔اپنے نمائندے مقرر کر کے انہیں شہروں کو آباد کرنے کا حکم دیں گے

کتاب ''الامام المھدی ؑ''صفحہ ۲۷۱ میں ہے:

''یُفَرِّقُ الْمَھْدِی(ع) اَصْحَابَہٗ فِی جَمِیْعِ الْبُلْدَانِ وَیَأْمُرُھُمْ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَیَجْعَلُھُمْ حُکَّامًا فِی الْاَقَالِیْمِ وَیَأْمُرُھُمْ بِعُمْرَانِ الْمُدُنِ''

حضرت امام عصر عجل اللہ فرجہ الشریف اپنے اصحاب کو تمام شہروں میں تقسیم کر دیں گے اور انہیں عدل و احسان اپنانے کا حکم دیں گے اور انہیں ہی دنیا کی حکومتوں کا فرمانروا بنائیں گے اور حکم نامہ صادر فرمائیں گے کہ شہروں کو خوب آباد کریں۔

۸۔آپ کے دورِ حکومت میں امن و سلامتی اور کلمہ اسلام کا راج ہوگا

کتاب منتخب الاثر ص۳۰۸ اور بحارالانوار جلد۵۲ صفحہ ۳۳۸ میں ہے:

''اِذَا قَامَ حَکَمَ بِالْعَدْلِ وَارْتُفِعَ فِی اَیَّامِہِ الْجَوْرُ وَاٰمَنَتِ السُّبُلُ وَاَخْرَجَتِ الْاَرْضُ بَرَکَاتِھَا، وَرُدَّ کُلُّ حَقٍّ اِلٰی اَھْلِہٖ وَلَمْ یَبْقَ اَھْلُ دِیْنٍ حَتّٰی یُظْھِرُوا الْاِسْلَامَ وَیَعْتَرِفُوا بِالْاِیْمَانِ''

جب آپ ظہور فرمائیں گے تو عدل و انصاف پر مبنی فیصلے کریں گے آپ کے دورِ حکومت میں ظلم و جور مٹ جائے گا، راستے پر امن ہو جائیں گے، زمین اپنی برکتیں باہر نکال دے گی اور حق اپنے حق دار کو مل جائے گا کسی بھی دین کا کوئی بھی پیروکار ایسا نہیں ہوگا جو دینِ اسلام کو نہیں اپنائے گا اور اس پر ایمان نہیں لے آئے گا۔

ایک عبرت انگیز اور سبق آموز داستان

کتاب ''کیمیائے سعادت'' صفحہ ۴۱ منقول از کتاب ''سرمایہ سخن'' جلد۱ ص۲۱۱ میں ایک نہایت ہی سبق آموز، عبرت انگیز اور جھنجھوڑ کر رکھ دینے والی سچی داستان نقل کی گئی ہے، آیئے مل کر اسے سنتے ہیں:

ایک نہایت ہی زیرک عابد اور زاہد انسان کے دل میں حضرت بقیۃ اللہ الاعظم ولی عصر امام زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کی زیارت کی خواہش پیدا ہوئی، جتنے جتن کئے سب ناکام، ریاضت کی، چلے کاٹے مگر بے سود جیسا کہ مشہور ہے کہ بدھ کی راتوں کو کوفہ کی ''مسجدِ سہلہ'' میں امام زمانہ (عج) کی زیارت کا شرف حاصل ہوتا ہے، وہاں جاتا رہا عبادت کرتا رہا، پھر بھی اسے محبوب عاشقان کے دیدار کا شرف حاصل نہ ہو سکا۔

مدتوں اسی طرح سرگردان رہا سر توڑ کوششیں کیں مگر بے سود، آخر علومِ غریبہ و اسرار خفیہ نیز حروف و اعداد کے گورکھ دھندوں میں الجھا، ہزاروں جتن کئے مگر سب ناکام، البتہ مسلسل شب بیداریوں اور سحر گاہی مناجاتوں کی وجہ سے اس کے دل میں صفائے باطن پیدا ہو چکی تھی، بعض اوقات اس کے دل میں نورانی چمک پیدا ہو جاتی تھی جس پر وہ حقائق کا ادراک اور دقائق کا انکشاف کر لیا کرتا تھا۔

ایک دن اسے اسی معنوی حالت اور روحانی کیفیت میں بتایا گیا کہ :''امام زمانہؑ کی زیارت تمہارے لئے ناممکن ہے ہاں اگر تم فلاں شہر چلے جاؤ تو ممکن ہے سرکار کی زیارت کا شرف حاصل ہو جائے''

اس نے وہاں کے لئے رختِ سفر باندھا اور سفر کی صعوبتیں برداشت کرنے کا تہیہ کر لیا اور سفر پر روانہ ہو گیا، چند روز کے بعد اس شہر میں پہنچ گیا، وہاں پر بھی وہ ریاضتوں اور چلوں میں مصروف ہو گیا، ۲۸ یا ۲۹ دنوں کے بعد اسے کسی نے بتایا کہ "حضرت بقیۃ اللہ الاعظم ارواحنا لہ الفداء اس وقت لوہاروں کے بازار میں فلاں بوڑھے لوہار کی دوکان پر تشریف فرما ہیں، ابھی جاؤ اور امامؑ کی خدمت میں پہنچنے کا شرف حاصل کرو"

یہ سنتے ہی وہ بڑے شوق سے اٹھا اور سیدھا بوڑھے قفل ساز کی دوکان پر پہنچا، دیکھا تو امام عالی مقامؑ بوڑھے لوہار کے ساتھ بڑی دلچسپی کے ساتھ محبت بھری باتیں کر رہے ہیں، اس نے جاتے ہی سلام کیا، امامؑ نے جواب دیا اور اشارے سے چپ چاپ بیٹھنے کا کہا۔

اتنے میں اس نے دیکھا کہ ایک نہایت ہی کمزور و ناتواں بڑھیا کمر خمیدہ عصابدست نے کانپتے ہاتھوں کے ساتھ ایک تالا دکھایا اور کہا: "اگر ممکن ہو تو برائے مہربانی مجھ سے یہ تالا مبلغ تین روپے میں خرید لو، کیونکہ مجھے اسی رقم کی سخت ضرورت ہے" بوڑھے قفل ساز نے وہ تالا اس بڑھیا سے لے لیا اور وہ اسے الٹ پلٹ کر کے دیکھا کہ تالا تو بالکل ٹھیک ہے، صرف اس کے لئے چابی کی ضرورت ہوگی جو بیس پیسے کی مل سکتی ہے، اس نے بڑھیا سے کہا: "بہن! تالے کی قیمت آٹھ روپے ہے کیونکہ تالا بالکل ٹھیک ہے، البتہ صرف بیس‌پیسے کی چابی خرید لو، کیوں خوامخواہ آٹھ روپے کی چیز تین آنے میں بیچتی ہو!!"

بڑھیا نے کہا: "نہ! مجھے اس کی ضرورت نہیں مجھے صرف تین روپے چاہئیں!! خدا کے لئے اسے لے لو اور مجھے تین روپے دے دو، تمہیں دعائیں دوں گی!"

بوڑھے قفل ساز نے نہایت سادگی کے ساتھ کہا:

"میری بہن تم بھی مسلمان ہو اور میں بھی مسلمان ہوں ! تو میں کیوں کسی مسلمان کی چیز سستے نرخ میں خرید کر اس کا حق ضائع کروں!! چونکہ اس کی قیمت آٹھ‌روپے ہے، اگر میں اس سے منافع بھی کماؤں تو صرف ایک روپے بنتا ہے، اور ساڑھے سات روپے میں خرید لوں، کیونکہ آٹھ روپے میں صرف پچاس پیسےہی میرے لئے صحیح منافع بنتا ہے اس سے زیادہ لینا بے انصافی ہوگی، اگر تالا بیچنا چاہتی ہو تو ساڑھے سات روپے میں خرید لوں گا، ایک بار پھر بتادوں کہ اس کی صحیح قیمت آٹھ روپے ہے چونکہ میں بھی ایک مزدور آدمی ہوں، پچاس‌پیسے میرا بھی حق بنتا ہے لہٰذا ساڑھے سات روپے دینے کیلئے تیار ہوں"

بڑھیا کو شاید قفل ساز کی باتوں کا یقین نہیں آرہا تھا، پریشان سی ہوگئی اس نے خود سے کہنا شروع کردیا: "جب میں‌خود کہہ رہی ہوں کہ کوئی شخص اسے تین‌روپے میں خریدنے پر تیار نہیں اور یہ مجھ سے ساڑھے سات روپے میں خرید رہا ہے، تعجب ہے!"

بوڑھے لوہار نے اسے ساڑھے سات روپے دیئے اور وہ چلی گئی، جب وہ چلی گئی تو حضرت ولی عصرؑ نے اس شخص سے فرمایا: "عزیزِ من! تم نے یہ منظر اپنی آنکھوں سے ملاحظہ کیا؟، تم لوگ بھی اسی طرح بنو تاکہ میں خود تمہارے ساتھ ملاقات کیلئے آؤں!! چلے کاٹنے اور ریاضتیں کرنے کی کوئی ضرورت نہیں، تمہارا ہر کام صحیح سمت میں اور اسلامی اصولوں کے مطابق ہو کہ اس طرح سے میں تمہارے ساتھ تعاون کیلئے تیار ہوں، ذرا دیکھو! اس پورے شہر سے میں نے صرف اسی بوڑھے کا انتخاب کیا ہے، کیونکہ یہی شخص ہی دیندار اور خدا ترس ہے اور خدا کی معرفت رکھتا ہے، یہ شخص آزمائش شدہ

ہے، یہ بڑھیاجب لوہاروں کے بازار میں داخل ہوئی بازار کے اس سرے سے اس نے یہ تالا بیچنا شروع کیا، مگر کسی نے اس سے صرف تین روپے میں نہ خریدا، حالانکہ وہ پریشان حال اور ضرورت مند تھی، اس کی اسی مجبوری کو دیکھ کر سب نے اس سے سستے داموں خریدنا چاہا اور تین روپے میں خریدنے پر تیار نہیں ہوئے اور اس بوڑھے نے ساڑھے سات روپے میں خرید لیا، اس کی اسی ادا کی وجہ سے ہم ہفتے میں ایک مرتبہ اسے ملنے کے لئے ، اس کی دلجوئی اور حال احوال دریافت کرنے آجاتے ہیں"

انبیاء ؑو ائمہ ؑکی تحریک کے تسلسل کا نام مہدویت ہے

حضرات انبیاء کرام اور ائمہ عظام علیہم السلام کی الٰہی تحریک کے تسلسل اور اُن کے اہداف و مقاصد کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کو" مہدویت" کہتے ہیں ۔

محمدؐ، علی ؑ، فاطمہ ؑ، حسن ؑو حسین علیہم السلام سے امام حسن عسکری علیہ السلام تک کے وجود کا نام مہدی ؑاور نبوت و امامت کے تسلسل کا نام "مہدویت" ہے۔

حضرت امام مہدی علیہ السلام کو اگر علیِ زمانہ اور حجتِ دوران کہا جائے تو غلط نہیں ہوگا،اس لئے کہ حضرت امام مھدی علیہ السلام کی سیرت وہی پیغمبرِ خداؐ اور علی مرتضیٰ ؑکی سیرت ہے ، ملاحظہ فرمایئے:

۱۔کتاب "الغیبت" شیخ طوسیؒ میں ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

"یَسِیرُ بِسِیرَۃِ رَسُولِ اللہِ(ص) وَلَا یَعِیشُ اِلَّا عَیْشَ اَمِیرِ الْمُؤمِنِیْن(ع)"

ہمارا مہدی سیرتِ رسول ﷺ کی پیروی کرے گا اور امیرالمومنین علیہ السلام جیسی زندگی بسر کرے گا۔

۲۔کتاب "منتخب الاثر" صفحہ ۴۹۱ میں ہے کہ رسول خدا ﷺ فرماتے ہیں:

"اَلْمَھْدِیُ یَقْفُوا اَثَرِی وَلَا یُخْطِیُٔ"

مہدی ؑمیرے ہی نقش پر چلیں گے اور ذرہ برابر بھی ادھر اُدھر نہیں جائیں گے۔

۳۔کتاب بحارالانوار جلد ۵۲ صفحہ ۳۵۲) میں ہے:

جب حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے امام آخر الزمان کی سیرت کے بارے میں سوال کیا گیا تو حضور ؑنے ارشاد فرمایا:

"یَصْنَعُ مَا صَنَعَ رَسُوْلُ اللہِ(ص) یُھْدَمُ مَا کَانَ قَبْلَہ کَمَا ھَدَّمَ رَسُوْلُ اللہِ(ص) اَمْرَ الْجَاھِلِیَّۃِ وَیَسْتَأنِفُ الْاِسْلَامَ جَدِیْدًا"

ان کی سیرت بعینہٖ رسولِ خدا ﷺ کی سیرت ہوگی، تمام خرافات اور زمانہ جاہلیت کے طریقہ کار کو منہدم کر کے اسلام کو جدید انداز میں پیش کریں گے۔

۴۔ معجم احادیث المہدی (ع) جلد اول ص۲۵۸ میں ہے ، حضرت رسالت مآب ﷺ فرماتے ہیں:

"أَشْبَہُ النَّاسِ بِیْ خَلْقًا وَّ خُلْقًا"

اخلاق اور تخلیق کے لحاظ سے مہدی علیہ السلام مجھ سے زیادہ مشابہ ہوگا۔

۵۔اسی کتاب کے ص۲۳ اور اکمال الدین ج۲ ص۴۱۱ میں ہے کہ حضرت رسالت مآب ﷺ نے فرمایا:

"سُنَّتُہٗ سُنَّتِی یُقِیْمُ النَّاسَ عَلٰی مِلَّتِی وَشَرِیْعَتِی..."

اس کا طریقہ کار بالکل میرے طریقہ کار جیسا ہوگا وہ لوگوں کو میرے دین اور آئین پر قائم کرے گا۔

۶۔بحارالانوار جلد۴۰ ص۳۳۶، کافی جلد۱ ص۴۱۱ میں ہے:

"اِنَّ قَائِمَنَا اَهْلِ الْبَيْتِ(ع) اِذَا قَامَ لَبِسَ ثِيَابَ عَلِيٍّ(ع) وَسَارَ بِسِيْرَةِ عَلِيٍّ(ع)"

جب ہمارے قائم آلِ محمدؑ ظہور کریں گے تو علی بن ابی طالبؑ کے جیسا لباس زیب تن کریں گے اور انھی کی سیرت پر عمل کریں گے۔

۷۔کتاب "اسعاف الراغبین" ص۱۴۵ میں ہے کہ مہدی دوران کی کیفیت کے بارے میں رسول خدا ﷺ فرماتے ہیں کہ :

"اِنَّهٗ مُتَّبِعٌ لَا مُبْتَدِعٌ، وَاِنَّهٗ مَعْصُوْمٌ فِيْ حُكْمِهٖ"

وہ میری سنت کے تابع ہوگا اپنی طرف سے کوئی نئی بات نہیں لائے گا وہ جو بھی فیصلے کرے گا تمام کے تمام لغزشوں سے محفوظ ہوں گے۔

۸۔کتاب کشف الغمہ جلد۳ ص۳۶۲ اور بحارالانوار جلد۵۱ ص۸۲ میں ہے حضور (ص) نے فرمایا:

"يَعْمَلُ بِسُنَّتِيْ وَيَكُوْنُ عَطَاؤُهٗ هَنِيْءًا وَيَنْزِلُ بَيْتَ الْمَقْدِسِ"

میری سنت پر عمل کریگا، اس کی جو بھی بخشش ہوگی سب کیلئے خوشگوار ہوگی وہ بیت المقدس میں نزولِ اجلال فرمائے گا۔

۹۔کتاب الزام الناصب ص۱۷۷ میں ہے:

"يَدْعُوْا النَّاسَ اِلٰى كِتَابِ اللّٰهِ وَسُنَّةِ نَبِيِّهٖ(ص) وَالْوِلَايَةِ لِعَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ عليه السلام وَالْبَرَاءَةِ مِنْ عَدُوِّهٖ"

وہ لوگوں کو کتاب خدا، سنت رسولؐ، ولایتِ علیؑ اور ان کے دشمنوں سے بیزاری کی دعوت دیں گے۔

۱۰۔بحارالانوار جلد۵۲ ص۳۸۲ میں ہے:

"اَبْطَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ(ص) مَا كَانَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَاسْتَقْبَلَ النَّاسَ بِالْعَدْلِ وَكَذَالِكَ الْقَائِمُ"

جس طرح حضرت رسول گرامی (ص) نے دورِ جاہلیت کے تمام آثار کو مٹا دیا تھا اور لوگوں کے درمیان عدل و انصاف کا نظام رائج کیا تھا قائم آلِ محمدؑ بھی اسی طرح کریں گے۔

قرآنِ مجید میں حکومتِ مہدی عجل اللہ فرجہ الشریف کی ایک جھلک

قرآنِ مجید نے جس طرح دوسرے موضوعات کے بارے میں اصولی اور کلی موقف کو اختیار کیا ہے اور جزئیات کو بیان کئے بغیر کلیات کو پیش کیا ہے، اسی طرح حضرت امام زمان عجل اللہ فرجہ الشریف کے ظہور و قیام اور حکومت کے بارے میں بھی گفتگو کی ہے، یعنی عالمی حکومت، عدل و انصاف کانفاذ، روئے زمین پر اللہ کے صالح بندوں کی مکمل کامیابی کا تذکرہ کیا ہے جن آیات میں اس کا تذکرہ ہے ان کی تفسیر مفسرین اسلام نے احادیث و تفاسیر کے اسناد و مدارک کے ساتھ ثابت کیا ہے کہ ان کا تعلق حضرت امام مہدی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ظہورِ پر نور اور قیام و حکومت کے ساتھ ہے، جن آیات کی علماء ومحدثین نے اس موضوع پر دلالت کیلئے نشان دہی کی ہے، اختصار کے پیشِ نظر یہاں پر چند ایک آیات کو ذکر کرنے کا شرف حاصل کرتے ہیں۔

۱۔ چنانچہ اللہ تعالٰی سورہ انبیاء کی آیت۱۰۵ میں فرماتا ہے:

" وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُورِ مِن بَعْدِ الذِّكْرِ أَنَّ الْأَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصَّالِحُونَ "

اور یقیناً ہم نے کتابِ زبور میں تورات کے بعد لکھ دیا ہے کہ آخر کار اس زمین کے وارث میرے صالح بندے ہی ہوں گے۔

قدرے وضاحت کے طور پر عرض کرتے چلیں کہ "ذکر" کے معنی ہیں ہر وہ چیز جو کسی مقصد کی یاد آوری کا سبب ہوتی ہے، جبکہ اس آیت میں ذکر کی تفسیر حضرت موسیٰعلیہ‌السلام پر نازل ہونے والی کتاب "توریت" سے کی گئی ہے، اس قرینے کی وجہ سے کہ اس کا تذکرہ زبور سے پہلے کیا گیا ہے۔

ایک اور تفسیر کے مطابق "ذکر' 'قرآن مجید کی طرف اشارہ ہے کیونکہ خود قرآن مجید ہی کو قرآن میں "ذکر" کہا گیا ہے، سورہ تکویر آیت ۲۷ میں ارشاد ہوتا ہے: "إِنْ هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعَالَمِينَ" یہ تو تمام جہانوں کیلئے ذکر ہے، تو پھر اس لحاظ سے "من بعد" کے کلمہ کا معنی ہوگا "علاوہ ازیں" اور آیت کا معنٰی اس طرح ہوگا: "ہم نے قرآن کے علاوہ زبور میں بھی لکھ دیا ہے کہ آخر کار میرے صالح بندے ہی زمین کے وارث ہو کر رہیں گے"

اسی چیز کو حضرت آیت اللہ ناصر مکارم شیرازی نے اپنی کتاب "مہدی انقلابی بزرگ" مطبوعہ قم میں بیان فرمایا ہے اور کتاب کے صفحہ نمبر ۱۲۱، ۱۲۲ میں درج ہے۔

جبکہ کتاب الارشاد ص۳۴۶ میں مرحوم شیخ مفید علیہ الرحمہ نے حضرت امام زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف سے متعلقہ فصل کے آغاز میں اسی آیت سے اور سورہ قصص کی آیت۶ سے حضرت کے ظہور اور حکومت کے بارے میں استناد کیا ہے اور اسی آیت کی تفسیر کے سلسلے میں حضرت امام محمد باقر علیہ‌السلام سے نقل کیا گیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: "وہ صالح بندے جو زمین کے وارث ہوں گے، آخر زمان میں حضرت مہدیعلیہ‌السلام اور ان کے یار و انصار ہوں گے" اسی چیز کو مفسر طبرسی علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب "مجمع البیان" جلد۷ ص۶۶ میں ذکر فرمایا ہے اور ساتھ ہی ایک حدیث کو نقل کرنے کے بعد تحریر فرماتے ہیں:

"شیعہ اور سنی دونوں مکاتبِ فکر کے علماء نے جس حدیث کو پیغمبر اسلام ﷺ سے نقل کیا ہے وہ اسی موضوع پر دلالت کرتی ہے کہ "اگر دنیا کی زندگی کا صرف ایک دن باقی رہ جائے تو اس کو اللہ تعالٰی اس قدر طولانی کر دے گا کہ اس میں میرے خاندان سے ایک صالح مرد کا ظہور ہوگا جو دنیا کو اس طرح عدل و انصاف سے بھر دے گا جس طر ح اس سے پہلے ظلم و جور سے بھر چکی ہوگی"

کتاب تورات اور انجیل میں خداوندِ عالم کا اس کے صالح بندوں کی حکومت کا قرآنِ مجید میں اشارہ اس بات پر دلالت کررہا ہے کہ یہ موضوع اس قدر اہمیت کا حامل ہے کہ خداوندِ عالم اپنی آسمانی کتابوں میں مسلسل اس کو بیان کرتا چلا آیا ہے۔

یہ بات بھی دلچسپی سے خالی نہیں کہ بالکل یہی موضوع کتاب "مزامیرِ داؤد" میں بھی ہے جو آج کل عہدِ قدیم یعنی توریت کا حصہ بن چکی ہے اور جو حضرت داؤدعلیہ‌السلام کی دعاؤں،مناجاتوں اور نصیحتوں کا مجموعہ ہے اور وہاں پر مختلف تعبیرات کے ساتھ اس کو بیان کیا گیا ہے، مثلاً "مزمور" ۳۷ میں ہم پڑھتے ہیں :

"...شریروں کا خاتمہ ہو جائے گا اور خدا پر توکل کرنے والے ہی زمین کے وارث ہوں گے... "

اسی طرح اسی مذکورہ مزمور میں ہے جو توارت ترجمہ فارسی بذریعہ "وِلیَم گلیین اِکسیؔ" بحکم برٹش فائن بائبل سوسائٹی مطبوعہ لندن۱۸۵۶ئص۱۰۳۰ میں درج ہے کہ (اللہ کے) بابرکت بندے زمین کے وارث ہوں گے، جبکہ زمین کے ملعون لوگوں کا خاتمہ ہو جائے گا۔

۲۔دوسری آیت جو اسی موضوع پر دلالت کررہی ہے وہ سورہ قصص کی پانچویں آیت ہے جس میں ارشاد پروردِ گار ہے:

"وَنُرِيْدُ اَنْ نَّمُنَّ عَلَى الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا فِي الْاَرْضِ وَنَجْعَلَهُمْ اَئِمَّةً وَّنَجْعَلَهُمُ الْوٰرِثِيْنَ"

ہمارا ارادہ ہے کہ ان لوگوں کو نعمت عطا فرمائیں جنہیں زمین میں کمزور بنادیا گیا ہے اور انہیں امام و پیشوا قرار دیں اور زمین کا وارث بنائیں۔

علامہ ابن ابی الحدید شرح نہج البلاغہ جلد۱۹ ص۲۹ حکمت۲۰۵ میں حضرت امیرالمومنین علی بن ابی طالب علیہ السلام کی اس پیشگوئی کے بارے میں لکھتے ہیں جو آپ نے لوگوں کے اہلِ بیت(ع) کی طرف توجہ، بازگشت اور رجوع کے سلسلے میں فرمائی تھی، اس کے بعد امام علیہ السلام نے اسی آیت کی تلاوت فرمائی۔

ابوالفرج کی کتاب "مقاتل الطالبیین" کے ص۱۹۳ میں ہے کہ:

علوی خاندان کے ایک فرد بنام "محمد بن جعفر" نے مامون عباسی کے دور میں عباسی خلافت کے خلاف قیام کیا تھا، وہ کہتے ہیں کہ میں نے ایک دن اپنے اوپر مصائب و مشکلات کا تذکرہ "حضرت انس بن مالک" سے کیا تو انہوں نے کہا: "صبر کیجئے تاکہ " وَنُرِيْدُ اَنْ نَّمُنَّ عَلَى الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا ..." کی تاویل کھل کر سامنے آجائے۔

۳۔ایک اور آیت جو اس موضوع پر دلالت کررہی ہے وہ ہے سورہ نور کی آیت۵۵، جس میں خدا فرماتا ہے:

" وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ۔ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ م بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا۔ يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْءًا ......"

اللہ تعالٰی نے تم میں سے ان لوگوں کے ساتھ وعدہ کیا ہے جو ایمان لائے اور نیک اعمال انجام دیئے کہ انہیں حتماً روئے زمین کا خلیفہ بنائے جس طرح کہ ان سے پہلے لوگوں کو روئے زمین کی خلافت عطا کی تھی، اور ان کے لئے ان کے اسی دین کو برقرار کرے گا جسے اس نے ان کیلئے پسند کیاہے، اور ان کے ڈر اور خوف کو امن و امان میں تبدیل کردے گا وہ میری عبادت کریں گے اور میرے ساتھ کسی چیز کو شریک قرار نہیں دیں گے۔

تفسیر مجمع البیان جلد۷ ص۱۵۲میں مرحوم طبرسیؒ اس آیت کی تفسیر میں ارشاد فرماتے ہیں:

"پیغمبرِ اکرم ﷺ کے اہلِ بیت علیہم السلام سے روایت کی گئی ہے یہ آیت حضرت امام مہدی عجل اللہ فرجہ الشریف کے بارے میں نازل ہوئی ہے، چنانچہ عیاشی حضرت امام علی زین العابدین علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے یہ آیت تلاوت فرمانے کے بعد ارشاد فرمایا: خدا کی قسم ! وہ ہم آلِ محمد ؑ کے شیعہ ہوں گے، اللہ تبارک وتعالٰی اس کام کو انہی کے حق میں سے ایک شخص کے ذریعے انجام دلائے گا جو ہمارے خاندان سے ہوگا اور وہ اس امت کا "مھدی" ہوگا، اور وہ وہی ہوگا جس کے بارے میں حضور سرور کائنات ؐ نے ارشاد فرمایا ہے: "اگر زندگانی دنیا کا صرف ایک دن باقی رہ جائے تو اللہ تعالٰی اسے اس قدر طولانی کردے گا کہ میرے اہلِ بیت علیہم السلام میں سے ایک شخص تمام دنیا پر حکمرانی کرے گا، جس

کانام مجھ (محمدؐ) جیسا ہوگا، وہ زمین کو عدل و انصاف کے ساتھ اس طرح بھر دے گا جس طرح وہ اس سے پہلے ظلم اور جور سے بھر چکی ہوگی“

تفسیر مجمع البیان جلد۷ ص۱۵۲ میں مفسر طبرسی فرماتے ہیں: اس آیت کی تفسیر میں حضرت امام محمد باقر اور حضرت امام جعفر صادق علیہما السلام سے بھی یہی بات روایت ہوئی ہے۔

زمانہ غیبت میں وجودِ امامؑ کے فیوض و برکات

اب چونکہ ہماری گفتگو اپنے اختتامی لحات کی طرف جا رہی ہے لہٰذا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ یہاں پر ایک نہایت ہی اہم اور معرکۃ الآراء سوال کا جواب دیا جائے جو امام عصر عجل اللہ فرجہ الشریف کی غیبت کے بارے میں کیا جاتا ہے اور اس طرح سے بعض لوگوں کے اذہان کو بھی تشویش میں ڈالا جاتا ہے، اور وہ یہ کہ:
”عصرِ غیبت میں امام علیہ السلام کے وجود کا کیا فائدہ ہے؟“ یا بالفاظِ دیگر عرصہ غیبت میں امام زمانہ علیہ السلام کی زندگی ایک خصوصی زندگی ہے ناکہ ایک عمومی اور معاشرتی زندگی جو کسی راہنما اور پیشوا کے شایانِ شان ہوتی ہے، لہٰذا ایسی صورت حال میں آپ کا وجودِ مقدس عام لوگوں کے لئے کس حد تک موثر واقع ہو سکتا ہے اور عوام الناس اس سے کیونکر فوائد حاصل کر سکتے ہیں؟“

اس مقام پر ایک اہم نکتے کی طرف جس خاص توجہ کی ضرورت ہے وہ یہ ہے کہ امام علیہ السلام کے غائب ہونے کا مقصد یہ نہیں ہے کہ جناب امام زمانہؑ کا وجود ایک نامرئی روح کی حیثیت کا حامل ہے یا نہ دیکھی جانے والی لہروں کی مانند ہے یا کسی قسم کا کوئی خواب ہے؟ بلکہ آپ کی ذاتِ بابرکات ایک طبعی، عینی اور ظاہری زندگی کی حامل ہے، یہ اور بات ہے کہ وہ ایک طولانی عمر ہے ، سرکار والا تبار لوگوں کے درمیان اور معاشرے کے اندر، دنیا کے مختلف نقاط میں رہ رہے ہیں، البتہ ناشناختہ صورت میں اور ”ناشناختہ“ اور ”نامرئی“ میں بڑا فرق ہے ”نامرئی“ وہ ہوتا ہے جو کبھی نہ دیکھا جاسکے اور ”ناشناختہ“ وہ ہوتا ہے جو دیکھا تو جائے مگر لوگ اسے نہ پہچان سکیں، اور اصولِ کافی جلدا ص۳۳۸ کے مطابق حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں : ”لوگ اپنے امام کو گم کر چکے ہوں گے، اور وہ ایامِ حج میں ظاہری طور پر موجود ہوتا ہے اور لوگوں کو اپنی انہی آنکھوں سے دیکھتا ہے مگر وہ انہیں نہیں دیکھ سکتے“

بادلوں کی اوٹ میں چھپا سورج

ابھی جو ہم نے سوال کی صورت پیش کی ہے کہ ”زمانہ غیبت میں امامؑ کے وجود کا کیا فائدہ ہے؟“ تو اس کے بارے میں یہ بھی عرض کرتے چلیں کہ یہ کوئی آج کا پیش کردہ یا نیا سوال نہیں ہے بلکہ روایات تو یہاں تک بتلاتی ہیں کہ یہ سوال سرکار امام زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کے اس دنیا میں ورودِ مسعود سے بھی پہلے کا ہے کہ جب سرکار رسالت مآب ﷺ اور حضرات ائمہ علیہم السلام اس پاک امامؑ کے اسمِ مبارک اور ان کی طولانی عمر کے بارے میں بات کرتے تو لوگ اس وقت بھی یہی سوال کیا کرتے تھے اور معصوم ذواتِ مقدسہ اس کا جواب عنایت فرماتیں، بطورِ نمونہ ملاحظہ فرمایئے:

۱۔بحارالانوار مجلسی ج۵۲ ص۹۳ جلد۳۶ ص۲۵۰ میں ہے:

حضرت سالت مآب ﷺ سے سوال کیا گیا کہ: آیا حضرت قائم آلِ محمدؑ کی غیبت کے دور میں شیعہ آپؑ کے وجود سے کوئی فائدہ اٹھائیں گے اور فیض حاصل کریں گے؟"تو فرمایا: "ہاں! مجھے اس ذات کی قسم جس نے مجھے مبعوث برسالت فرمایا ہے ان کی غیبت کے دوران لوگ ان کی ذات سے فائدہ اٹھائیں گے اور ان کی ولایت کے نور سے فیض حاصل کریں گے، جس طرح لوگ بادلوں کی اوٹ میں چھپے سورج سے فیض حاصل کرتے ہیں"

۲۔اسی کتاب کے صفحہ ۹۲ میں ہے کہ:

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ "جس دن اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو خلق فرمایا ہے اس دن سے لے کر قیامت تک زمین کبھی حجتِ خدا سے خالی' نہیں رہی اور نہ ہی خالی رہے گی، وہ حجت خدا یا تو ظاہر اور آشکار ہوگی یا پھر غائب اور نگاہوں سے اوجھل ہوگی، کیونکہ اگر خدا کی حجت اس کی زمین پر نہ ہو، خدا کی عبادت کرنے والا کوئی نہ رہے۔

راوی نے پوچھا: "لوگ امام غائب اور مخفی کی ذات سے کیونکر فائدہ حاصل کریں گے؟" تو حضرت صادق آلِ محمد علیہ السلام نے فرمایا: "جس طرح بادلوں کی اوٹ میں چھپے سورج سے فائدہ اٹھاتے ہیں"

۳۔کتاب غیبت شیخ طوسیؒ ص۱۷۷، بحارالانوار ص۹۲، کشف الغمہ جلد۳ص ۳۲۲ میں ہے:

خود حضرت امام مہدی عجل اللہ فرجہ الشریف نے بھی اسی معنی اور مفہوم کو اپنے لفظوں میں ادا فرمایا ہے، چنانچہ آپ نے جو توقیع اسحاق بن یعقوب کے سوالوں کا جواب دینے کیلئے محمد بن عثمان سمری کو عطا فرمائی اس میں یوں مرقوم فرمایا: "...رہی تمہاری یہ بات کہ لوگ مجھ سے کیونکر فائدہ اٹھائیں گے؟ تو یوں سمجھو کہ جس طرح بادلوں کے پیچھے چھپے ہوئے سورج سے فائدہ اٹھاتے ہیں"

اس تشبیہ کی ہم قدرے وضاحت کرتے ہیں اور وہ یوں کہ سورج کی نور افشانی کی دو قسمیں ہیں:

۱۔نور افشانی غیر آشکارا اور براہ راست

۲۔نور افشانی آشکارا اور غیر مستقیم

پہلی صورت کی نور افشانی میں بادلوں نے ایک مدھم شیشے کی صورت میں سورج کی براہِ راست روشنی کو اپنے اندر لیا ہوا ہوتا ہے اور اپنے اندر سے شعاعوں کو زمیں پر بھیجتے ہیں، لیکن سورج کے زندگی عطا کرنے والے آثار کا تعلق اس کی براہِ راست نور افشانی کے ساتھ مخصوص نہیں ہوتا، بلکہ بہت سے ایسے آثار ہیں کہ سورج کے بادلوں کے پس پردہ چھپے رہنے سے بھی ظاہر ہوتے رہتے ہیں مثلاً گرمی کی پیدائش، نباتات کی روئیدگی، تحرک و زندگی اور چلنے پھرنے کے لئے ضروری توانائی(Energy) کی پیدائش، درختوں کے بارآور ہونے ، پھولوں اور شگوفوں کے پھوٹنے میں بھی سورج کی اس روشنی کا کردار واضح ہے جو بادلوں کے پیچھے ہو کر زمین پر پڑتی ہے، اسی طرح امامؑ کے وجود مسعود کی مصنوعی شعاعیں بھی ہمیں اسی طرح فیض اور فائدہ پہنچا رہی ہیں جس طرح سورج کی شعاعیں بادلوں کے پیچھے سے پہنچا رہی ہیں، باوجودیکہ امام کی طرف سے براہِ راست تعلیم وتربیت کی کلاسیں موقوف ہیں، براہِ راست آپ کی رہبری سے دنیا محروم ہے، لیکن پھر بھی آپ کا فلسفہ وجودی آشکار ہے اور مناسب معلوم ہوتا ہے کہ غیبت کے پس پردہ امام عصرؑ کے وجود مسعود ذی جود کے چند ایک آثار اور فوائد و فیوض و برکا ت کو اختصار کے ساتھ بیان کیا جائے:

۱۔آپؑ جانِ جہان ہیں

امامت کے موضوع پر بیان ہونے والی کثیر تعداد میں احادیث اور علماء اور دانشوروں کی جانب سے پیش کئے جانے والے دلائل کی رو سے اور اسلامی نقطۂ نظر سے "امام، اس جہان کیلئے جان کی حیثیت رکھتا ہے اور یہ جہان امامؑ کے دم قدم سے قائم ہے،امام عالمِ وجود کا دل، کائنات کا مرکزی نقطہ، کائنات اور خالق کائنات کے درمیان "واسطۂ فیض" ہوتا ہے، لہٰذا اس کے لئے حاضر یا غائب ہونے سے کوئی فرق نہیں پڑتا، البتہ اگر وہ کائنات میں ______خواہ ناشناختہ صورت میں ہی سہی______موجود نہ ہو تو کائنات کا نظام درہم برہم ہو جائے، چنانچہ کافی کلینی جلدا ص۱۷۹ میں اور اکمال الدین صدوق جلدا ص۲۰۱، ۲۱۰ میں ہے کہ:

"لَوْبَقِيَتِ الْاَرْضُ بِغَيْرِاِمَامٍ لَسَاخَتْ"

اگر دنیا امامؑ کے وجودکے بغیرباقی رہ جائے تو اپنے ساکنین کو اپنے اندر غرق کردے"

امالی شیخ صدوق ص۱۱۲ مجلس۳۵، کمال الدین صدوق ص۲۰۷ باب ۲۱، فرائد السمطین جوینی خراسانی ص۴۵، ۴٦ میں ہے:

کہ حضرت امام زین العابدینعلیہ‌السلامفرماتے ہیں: "یہ ہمارے ہی وجود کی برکت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آسمانوں کو تباہی سے بچایا ہوا ہے، اور ہماری ہی بدولت اللہ تعالیٰ نے زمین کو زلزلوں اور ساکنین ارض کے آرام و سکون کو سلب کرنے سے روکا ہوا ہے، ہماری ہی وجہ سے اللہ کریم بارش برساتا ہے اور اپنی رحمت کو پھیلاتا ہے، اور زمین کی برکتوں اور نعمتوں کو اس سے باہر لاتا ہے، اگر ہم میں سے کوئی بھی شخص دنیامیں نہ ہو تو زمین اپنے اہل کو غرق کردے"

۲۔دینِ خداوندی کے محافظ ہیں

نہج البلاغہ حکمت ۱۴۳ کی شرح میں علامہ ابن ابی الحدید اپنی کتاب شرح نہج البلاغہ جلد۱۸ ص۳۴۷ میں ، اخطب خوارزمی اپنی کتاب "المناقب" ص۳٦۴ میں لکھتے ہیں:

حضرت امیر المومنین اما م علی بن ابی طالبعلیہ‌السلاماپنے ایک فرمان میں ہر دور اور زمانے میں الٰہی رہبروں اور راہنماؤں کے لازمی وجود کے سلسلے میں فرماتے ہیں:

"اَللّٰهُمَّ لَاتَخْلُوا الْاَرْضُ مِنْ قَائِمٍ لِلّٰهِ بِحُجَّةٍ اِمَّا ظَاهِراً مَشْهُوراً اَوْ خَائِفاً مَغْمُوْراً، لِئَلاتَبْطُلَ حُجَجُ اللهِ وَبَيِّنَاتُه"

خداوندا! ایسا ہی ہے کہ روئے زمین کبھی بھی حجت اور دلیل کے ساتھ قیام کرنے والے کے وجود سے خالی نہیں رہی ہے، خواہ وہ حجت ظاہر اور آشکارہو یا خائف اور مخفی! تاکہ خداوندِ عالم کے روشن اسناد ودلائل مٹ نہ جائیں اور نہ طاقِ نسیان میں رکھ دیئے جائیں۔

حضرت آیۃ اللہ ناصر مکارم شیرازی اپنی کتاب "مہدی انقلابی بزرگ ص۲۵۸، ۲۵۹ میں لکھتے ہیں:

زمانے کے گزرنے اور مختلف لوگوں کے باہمی ملاپ اور افکار و نظریات کے تبادلوں اور مذہبی مسائل کے اختلاط اور آسمانی تعلیمات کی طرف مفسد عناصر کی دست درازی اور ان میں رد و بدل کی وجہ سے کبھی بھی الٰہی قوانین میں تبدیلی واقع ہو سکتی ہے اور ان کی اصلی حالت ختم ہو کر رہ جاتی ہے جس سے دین الٰہی میں تغیر و تبدل اور تحریف رونما ہوجاتی

ہے لٰہذا دینِ الٰہی کی اصلی حالت کو قائم رکھنے، اس میں رد و بدل اور تحریف کے وقوع پذیر ہونے اور تحریفات اور بدعتوں کے دین میں در آنے کو روکنے کیلئے ایک ایسی ہستی کی ضرورت ہوتی ہے جو منصوص من اللہ معصوم ہو، جس طرح ہر اہم ادارے میں ایک ایسا محفوظ بکس ہوتا ہے جسے نہ توڑا جاسکتا ہے نہ جسے آگ جلا سکتی ہے اور نہ ہی کوئی اور چیز اس پر اثر انداز ہو سکتی ہے اور اس میں ادارہ کی نہایت ہی اہم اور ضرور ی دستاویزات کو محفوظ کیا جاتا ہے، تاکہ نہ چوری ہو سکیں اور نہ ہی اسے آگ جلا سکے"

امام معصومؑ کا سینہ اور اس کی روحِ عالی بھی اسی محفوظ بکس کی مانند ہوتی ہے جس میں دینِ الٰہی کی اہم اور ضروری دستاویزات کی حفاظت کی جاتی ہے تمام بنیادی اصول اور ان تعلیمات کی آسمانی اور الٰہی خصوصیات کو ہر طرح کے تصرفات اور تحریفات سے بچایاجا سکے۔

فتح الباری شرح صحیح بخاری مطبوعہ دارالمعرفت بیروت جلد۶ ص۴۹۴ میں حافظ ابن حجر عسقلانی ان احادیث کو نقل کرتے ہیں جن میں حضرت امام مھدی عجل اللہ فرجہ الشریف کے ظہور کے وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام قیامت کے قریب آخری زمانے میں زمین پر تشریف لائیں گے اور اس امت کے ایک مرد کی اقتداء میں نماز پڑھیں گے یہ دلیل ہے اسلامی دانشوروں کے درمیان رائج اس صحیح نظریئے کی کہ "زمین حجتِ خدا کے وجود سے کبھی خالی نہیں ہوتی جو خدا کے واضح دلائل و براہین کے ساتھ خدا کیلئے قیام کرتا ہے"

۳۔مظلوموں کیلئے مایۂ امید ہیں

کتاب "مھدی انقلابی بزرگ" ص۲۵۵، ۲۵۶ میں ہے کہ:

جنگ کے میدان میں ہر مخلص اور فداکار سپاہی کی یہی کوشش ہوتی ہے کہ دشمن کے حملوں کے مقابلے میں اپنا پرچم ہر ممکن سربلند اور لہراتا رہے جبکہ مخالف فوج کی ہر ممکن یہی کوشش ہوتی ہے اسے کسی طرح سرنگوں کیا جائے، اس لئے کہ جب تک پرچم سربلند اور لہراتا رہتا ہے اس وقت تک لشکر کی امیدیں بندھی رہتی ہیں اور وہ اپنی لگاتار کوششوں میں لگارہتا ہے۔

اسی طرح فوج کے کمانڈر کا اپنے کمانڈنگ ہیڈ کوارٹر میں موجود رہنا، خواہ وہ خاموش ہی بیٹھا رہے، لشکر کی رگوں میں گرم اورپُر حرارت خون کی گردش جاری رہتی ہے اور ان کی ڈھارس بندھی رہتی ہے کہ ہمارا کمانڈر ہمارے اندر موجود ہے اور ہمارا جھنڈا سرافراز اور سربلند ہے، اس سے وہ میدان میں خوب جم کر دادِ شجاعت دیتے ہیں، لیکن اگر کمانڈر کے قتل کی خبر پھیل جائے تو ایک عظیم اور جرار لشکر بھی حوصلے ہار دیتا ہے اور میدانِ کارزار کو چھوڑ کر ، فرار کو قرار پر ترجیح دیتا ہے۔

ایسے ہی کسی فوج یا گروہ کا سربراہ جب تک زندہ ہوتا ہے خواہ وہ سفر میں ہو یا بالفرض بسترِبیماری پر ، پھر بھی اس کیلئے مایہ امید اور موجب سرگرمی ہوتا ہے، لیکن جب اس کے اس دنیا سے چلے جانے کی خبر منظرِ عام پر آتی ہے تو پورے ماحول پر قنوطیت اور ناامیدی کے بادل چھا جاتے ہیں اور سب کے حوصلے ٹوٹ جاتے ہیں، جس کی وجہ سے دشمن کے غالب آجانے کے امکانات زیادہ ہوجاتے ہیں۔

ملتِ شیعہ بھی جو اپنے بارھویں امام علیہ السلام کے بارے میں عقیدہ رکھتی ہے کہ وہ زندہ ہیں اور سب کو دیکھ رہے ہیں اگرچہ انہیں کوئی نہیں دیکھ رہا، اسی لئے وہ خود کو تنہا نہیں سمجھتی اور اس عقیدہ کا نفسیاتی اثر یہ ہوتا ہے کہ دلوں میں چراغِ امید روشن رہتا ہے اور افراد انسانی کو خود سازی پر آمادہ کیا جاسکتا ہے اور ایک عظیم عالمی انقلاب کے لئے انہیں تیار کیا جاسکتا ہے اور یہ ایک ایسی حقیقت ہے جو کاملاً عیاں اور قابل ادراک ہے۔

یہی وجہ ہے کہ جب سوربن یونیورسٹی فرانس کے فلسفہ کے پروفیسر اور نامور مستشرق ''ہنری کاربن'' (Henry Karbun)سے معروف شیعہ مفسر علامہ سید محمد حسین طباطبائی نے تشیع کے بارے میں سوال کیا تو انہوں نے جو جواب دیا وہ سالنامہ ''مکتبِ تشیع'' کے دوسرے شمارے ص۲۰ مطبوعہ ۱۳۳۹ ہجری شمسی میں اس طرح درج ہے:

''میرے عقیدہ کے مطابق، تشیع وہ واحد مذہب ہے جس نے خدا اور خلقِ خدا کے درمیان ہمیشہ کیلئے ہدایت کے رابطے کو برقرار رکھا ہوا ہے اور کبھی اسے منقطع نہیں ہونے دیا اور وہ ہے ان کا عقیدہ ''ولایت'' جو تسلسل کے ساتھ زندہ و پائندہ ہے، کیونکہ یہودیت نے نبوت کو خدا اور عالم انسانیت کے درمیان حقیقی رابطہ سمجھا، لیکن حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام ہی میں اسے ختم کردیا، اس لئے کہ وہ حضرت موسیٰ ؑ کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت محمد ﷺ کی نبوت کو تسلیم نہیں کرتے اور حضرت موسیٰ ؑ پر ہی نبوت کا خاتمہ سمجھتے ہیں اور نبوت ہی حقیقی رابطہ ہوتا ہے جو موسیٰ علیہ السلام کے اس دنیا سے رخصت ہوجانے کے ساتھ ہمیشہ کیلئے منقطع ہو گیا، اسی طرح عیسائیت نے حضرت مسیح علیہ السلام میں اس سلسلے کو منحصر کردیا اور ان کے یہاں سے اٹھ جانے کے بعد یہ سلسلہ موقوف ہوگیا اور مسلمانوں میں سے حضرات اہلِ سنت ہیں جنہوں نے سرکار رسالت مآب ﷺ کی ذات پر نبوت کے خاتمے کے ساتھ ہی اس رابطے کو بھی منقطع کردیا ہے، اب ان کے نزدیک خالق اور مخلوق کے درمیان کوئی رابطہ موجود نہیں یہ صرف مذہب شیعہ ہی ہے جو ''نبوت'' کو تو حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی ذات پر ختم سمجھتے ہیں لیکن ''ولایت'' کو ہمیشہ کیلئے زندہ و پائندہ مانتے ہیں جو ہدایت و ارتقاء کا خالق اور مخلوق کے درمیان مضبوط رابطہ ہے''

وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّآلِهِ الطَّيِّبِيْنَ الطَّاهِرِيْنَ الْمَعْصُوْمِيْنَ۔

آخر میں ہم سب مل کر یہ دعا کرتے ہیں:

اَللّٰهُمَّ كُنْ لِوَلِيِّكَ الْحُجَّةِ ابْنِ الْحَسَنِ صَلَوَاتُكَ عَلَيْهِ وَعَلٰى آبَائِهٖ فِيْ هٰذِهِ السَّاعَةِ وَفِيْ كُلِّ سَاعَةٍ وَّلِيًّا وَّحَافِظًا وَّقَائِدًا وَّنَاصِرًا وَّدَلِيْلًا وَعَيْنًا، حَتّٰى تُسْكِنَهٗ اَرْضَكَ طَوْعًا وَتُمَتِّعَهٗ فِيْهَا طَوِيْلًا۔

اِللّٰهُمَّ عَجِّلْ فِيْ فَرَجِ مَوْلَانَا صَاحِبِ الزَّمَانِ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ

اَللّٰهُمَّ اَرِنَا الطَّلْعَةَ الرَّشِيْدَةَ وَالْغُرَّةَ الْحَمِيْدَةَ، وَاكْحُلْ نَاظِرَنَا بِنَظْرَةٍ مِّنَّا اِلَيْهِ وَاجْعَلْنَا مِنَ الْمُسْتَشْهَدِيْنَ بَيْنَ يَدَيْهِ فَعَجِّلْ لَنَا اللّٰهُمَّ ظُهُوْرَهٗ فَاِنَّهُمْ يَرَوْنَهٗ بَعِيْدًا وَّنَرَاهُ قَرِيْبًا، بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ۔

بارالٰہا! ولی حضرت حجت بن الحسن کیلئے تیرے درود و سلام ہوں ان پر اور ان کے آباؤ اجداد پر اس وقت اور ہر لمحے ان کا والی، محافظ،پیشوا اور مددگار بنا رہ، ان کی رہنمائی فرماتا رہ، یہاں تک کہ تو اسے اپنی زمین کو ان کا مطیع بنا کر انہیں اس میں سکونت عطا فرما اور انہیں ایک طولانی زندگی عطا فرما۔

اے اللہ تو ہمارے مولا و آقا امام صاحب الزمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ظہور میں تعجیل فرما۔

بارالٰہا! تو ہمیں ان کی زیبا پیشانی اور درخشاں چہرے کی زیارت کا شرف عطا فرما اور ہماری آنکھوں کو ان کی زیارت کے سرمہ سے منور فرما، اور ان کے حضور میں ہمیں شرفِ شہادت عطا کر، اے اللہ تو ہمارے لئے ان کے ظہور میں تعجیل فرما، جبکہ لوگ ان کے ظہور کو بعید سمجھتے ہیں اور ہم اسے نزدیک جانتے ہیں، اے سب سے زیادہ رحمت کرنے والے تجھے اپنی رحمت کا واسطہ۔